رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۵۱۶

روزنامہ الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

نمبر ۱۷	مطابق ۲۰ جولائی سنہ ۱۹۳۵ء	یوم شنبہ	مورخہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ	جلد ۲۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۸- جولائی - حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آج ۶ بجے شام بذریعہ موٹر پالم پور سے تشریف لائے۔ خدا کے فضل سے حضور کی صحت اچھی ہے۔

صاحبزادی امۃ القیوم صاحبہ کا بخار ٹوٹ گیا ہے الحمدللہ۔

یہ خبر خوشی سے سنی جائے گی۔ کہ مولوی عبدالسلام صاحب عمر خلف حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ایم اے اور ایل۔ایل۔بی میں داخل ہونے کے لئے علیگڑھ روانہ ہو گئے ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

سچائی روزِ روشن کی طرح دُنیا پر کُھل جائیگی

"میں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں۔ اور میں وہ وقت اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں۔ مگر افسوس میں اس دُنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں۔ کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے۔ اور سنتے ہوئے نہیں سنتے ہیں کہ وہ وقت ضرور آئیگا۔ کہ خدا تعالیٰ سب کی آنکھ کھول دے گا۔ اور میری سچائی روزِ روشن کی طرح دُنیا پر کھل جائے گی۔ لیکن وہ وقت وہ ہوگا۔ کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ اور پھر کوئی ایمان سُود مند نہ ہو سکے گا۔ میرے پاس وُہی آتا ہے۔ جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہلِ حق کی عظمت ہوتی ہے۔ جس کی فطرت سلیم ہے۔ وہ دُور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے۔ اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ نے اپنے مامور کو عطا کرتا ہے۔ میری طرف اس طرح کھنچے چلے آتے ہیں۔ جیسے لوہا مقناطیس کی طرف جاتا ہے۔ لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں اور جو مردہ طبیعت کے ہیں۔ ان کو میری باتیں کروردہ نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ ابتلا میں پڑتے ہیں۔ اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کر کے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں۔ اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ میری مخالفت کرنے والے کیا نفع اٹھائیں گے۔ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ بھی اٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خائب ہو کر اس دُنیا سے اٹھے ہیں۔ تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جائے۔ کیونکہ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ میں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کرے گا"

(الحکم ۲۴- جون سنہ ۱۹۰۳ء)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے تبلیغی جلسے

ان ایام میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر تبلیغی جلسے منعقد کرنے کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے۔ اس کی تعمیل میں نظارت دعوۃ و تبلیغ نے گذشتہ چند ایام میں حسب ذیل مقامات پر مبلغین بھیج کر تبلیغی جلسے منعقد کرائے۔

(۱) پنام (۲) کریام (۳) نوشہرہ ککے زئیاں (۴) لائل پور (۵) شام چوراسی (۶) برام پور (۷) انبالہ شہر (۸) انبالہ چھاؤنی (۹) گوجروال (۱۰) اٹھوال (۱۱) گڑھ شنکر (۱۲) کاٹھ گڑھ (۱۳) لنگیری (۱۴) بھیر وچھی (۱۵) ننگمری (۱۶) دسوہہ (۱۷) دھرم کوٹ بگا (۱۸) قلعہ لال سنگھ (۱۹) اوجلہ (۲۰) استھیانی (۲۱) کاہنووان (۲۲) خان فتح (۲۳) .... (۲۴) لوہ چپ (۲۵) سیکھوال (۲۶) سارچور (۲۷) لنگروال (۲۸) گلانوالی (۲۹) ویال گڑھ (۳۰) کلوسوہل (۳۱) ٹھیکریوالہ (۳۲) فیض اللہ چک (۳۳) بازید چک (۳۴) بھیل چک (۳۵) بیر سیال (۳۶) سرگودہا (۳۷) مالیہ (۳۸) تلونڈی (۳۹) بیری والہ (۴۰) .... (۴۱) .... گیاں ضلع سیالکوٹ (۴۲) چک ۳۱۲ ضلع لائلپور (۴۳) سندر گڑھ ضلع امرتسر (۴۴) پان پور کشمیر (۴۵) کرٹیال ضلع امرتسر (۴۶) صانع نگر۔

اخبار "احسان" کی تازہ ہرزہ سرائی

ڈاکٹر شیخ احسان علی صاحب کی طرف سے محمد اسمٰعیل پسر مولوی قطب الدین صاحب کے خلاف اس وقت ایک مقدمہ زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند امرتسر کی ایک عدالت میں چل رہا ہے۔ اس مقدمہ کے تعلق میں اخبار احسان لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۳۵ء میں اپنے بعض گواہان کی بنا پر حسب عادت ہرزہ سرائی کی ہے۔ ہم اس مقدمہ کے زیر تحقیق عدالت ہونے کی وجہ سے اس کے متعلق زیادہ نہیں لکھنا چاہتے۔ لیکن اس قدر اظہار ضروری ہے۔ کہ جو کچھ اخبار "احسان" میں لکھا گیا ہے۔ وہ شہادت صفائی کے محض ایک جزو کی بناء پر ہے۔ جس کے دوسرے جزو کو اخبار "احسان" نے اپنے مفید مطلب نہ پاتے ہوئے ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ خود شہادت صفائی ہی کے دوسرے حصے سے ان باتوں کی حقیقت طشت از بام ہو جاتی ہے۔ جو اس ہرزہ سرائی کی بنیاد قرار دیئے گئے ہیں۔ اگر ضروری ہوا۔ تو اس مقدمہ کے اختتام پر اس کے متعلق مزید لکھا جائے گا۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روز افزوں ترقی

۱۴ جولائی سے ۱۹ جولائی ۱۹۳۵ء تک بیعت کرنیوالوں کے نام

ذیل کے اصحاب بذریعہ خطوط حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کرکے داخل احمدیت ہوئے۔

نمبر	نام	مقام	نمبر	نام	مقام
۱	سید محمد علی صاحب	رانچی	۸	علی محمد صاحب	ضلع گورداسپور
۲	بابو عبد الکریم صاحب چوہان	اپر برما	۹	فضل دین صاحب	"
۳	روبا بی بی صاحبہ	ضلع کٹک	۱۰	محمد اسمٰعیل صاحب	ضلع کیمل پور
۴	نور الدین صاحب	ریاست جموں	۱۱	سید ہمایوں جاہ صاحب	کلکتہ
۵	ہزارہ خان صاحب	ضلع ملتان	۱۲	غلام محی الدین صاحب	ضلع اسلام آباد کشمیر
۶	اہلیہ صاحبہ	" "	۱۳	حق نواز خان صاحب	ضلع گوجرانوالہ
۷	ایک صاحب	حیدر آباد سندھ	۱۴	مولا بخش صاحب	ضلع اٹک

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بابت ۱۹۳۵ء

امسال کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتحان میں آئینہ کمالات اسلام اردو حصہ نور القرآن ہر دو حصہ اور آسمانی فیصلہ بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ امتحان ۳ نومبر ۱۹۳۵ء بروز اتوار کو ہوگا۔ احباب جماعت کو بالعموم اور سکرٹریان تعلیم و تربیت کو بالخصوص اس امتحان میں شامل ہونا چاہیئے۔ ان کتب کے پڑھنے سے انسان کے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اور ان میں وہ علم بھرا گیا ہے۔ کہ جو انسان کو خدا سے جا ملاتا ہے۔ دنیاوی علم اس علم کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

علم آں بود کہ نور فراست رفیق اوست ۔ ویں علم تیرہ را بہ پشیزے نمے خرم

پس احباب اس اعلان کو ملاحظہ فرما کر خود شامل ہونے کے علاوہ اپنے تعلق داروں میں اس تحریک کو جاری فرمائیں۔ اور شمولیت امتحان کی درخواستیں آخر ستمبر ۱۹۳۵ء تک دفتر نظارت ہذا میں بھجوا دیں۔ ناظر تعلیم و تربیت

امداد مصیبت زدگان زلزلہ کوئٹہ

میزان سابقہ	۳۵۴۲-۵-۶
جماعت پنڈی چری معرفت میاں روشن دین صاحب	۱۰-۰-۰
جماعت سیر کھٹہ معرفت ایم بشیر احمد صاحب	۷-۰-۰
جماعت سکھر معرفت اللہ داد صاحب	۷-۱-۰
جماعت سلواہ معرفت مولوی عبد الحی صاحب	۱-۰-۰
جماعت کریام معرفت عبد الغنی صاحب	۲-۰-۰
لجنہ اماء اللہ سیالکوٹ	۴۴-۰-۰
جماعت سیالکوٹ	۱۲-۵-۰
عطاء الرحمن صاحب منجانب جماعت بھیرہ	۴-۱۳-۰
جماعت آنبہ معرفت شیخ محمد حسین صاحب	۵-۴-۳
بشیر احمد صاحب رنگون	۵-۰-۰
نادر علی صاحب ہانسی	۲-۰-۰
جماعت جنکورا معرفت فیروز الدین صاحب	۱۵-۰-۰
نیک عالم صاحب	۱-۰-۰
لجنہ اماء اللہ ہوشیارپور	۱۳-۶-۰
ایم احمد اللہ صاحب مظفر آباد	۰-۸-۰
محمد شفیع خان صاحب الہ آباد	۲-۰-۰
جماعت بنگہ معرفت عطاء اللہ صاحب	۵-۰-۰
جماعت دھلی	۱۲-۱۵-۰
میزان	۳۶۹۲-۹-۹

ناظر بیت المال

انجمن احمدیہ احمد آباد کا تار

وائسرائے ہند کی خدمت میں

احمد آباد ۷ جولائی۔ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ احمد آباد بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ مندرجہ ذیل مضمون پر مشتمل تار ہز ایکسی لنسی وائسرائے ہند۔ ہز ایکسی لنسی گورنر پنجاب۔ چیف سکرٹری پنجاب کو ارسال کیا گیا ہے۔ انجمن احمدیہ احمد آباد قادیان میں احراریوں کی شر انگیز اور خلاف قانون کارروائیوں کے خلاف پر زور پروٹسٹ کرتی ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب پر ایک احراری کے بزدلانہ حملے کی خبر نے احمدیوں میں انتہائی غم و غصہ کی لہر دوڑا دی ہے۔ اور سخت ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔ موجودہ نازک صورت حالات بعض ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۵۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

قادیان میں فساد کرانے کیلئے احراریوں کی شرمناک سازش

نہایت ہی اشتعال انگیز حالات کے متعلق جماعت احمدیہ کو ضروری نصائح

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۲ - جولائی ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا
چونکہ آج بارش ہو رہی ہے۔ اور بادل چھائے ہوئے ہیں۔ رستے خراب ہیں۔ اس لئے میں عصر کی نماز بھی جمعہ کے ساتھ اکٹھی کر کے پڑھاؤں گا۔
اس کے بعد میں ایک ایسے معاملہ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں جس کے متعلق

ہماری جماعت کے جذبات

اس وقت بہت بھڑکے ہوئے ہیں۔ ضروری ہے کہ میں اس کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کر دوں۔ پیشتر اس کے کہ میں اس مضمون کی طرف آؤں تمہیداً یہ بات کہنی چاہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو کئی طاقتیں دی ہیں۔ جن میں سے ایک طاقت عقل کی ہے۔ اور ایک طاقت جذبات کی ہے۔ تمام انسانی کاموں میں

عقل اور جذبات

ساتھ ساتھ کام کرتے ہیں۔ اور جس کام میں ان میں سے ایک چیز مفقود ہو جائے۔ وہ خراب ہو جاتا ہے۔ اگر جذبات کو دُنیا سے مٹا دیا جائے تو خالی عقل کچھ بھی نہیں رہتی۔ مثلاً عقل اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کرتی۔ کہ انسان

اپنے مذہب کی مقدس کتاب

کے اوپر بیٹھ جائے۔ یا اسے گندی جگہ پر رکھ دے۔ عقل کہے گی۔ کہ اس کے اوپر کپڑا لپیٹ کر بے شک رکھ دو۔ اس سے اس کتاب کو کچھ نقصان نہیں پہونچ سکتا۔ یا اگر کوئی انسان مقدس کتاب کے اوپر بیٹھ جائے۔ تو عقل کہے گی۔ کہ اس میں کیا حرج ہے۔ کتاب میں اس سے کوئی فرق نہیں آ گیا۔ یا اگر کوئی شخص اپنے والدین کی طرف پاؤں کر کے لیٹ جائے۔ تو عقل اس امر پر کوئی اعتراض نہیں کریگی۔ اور اس قسم کی سینکڑوں ہزاروں باتیں ایسی ہیں جن پر عقل کوئی اعتراض نہیں کر سکتی۔ مگر جذبات وہاں ضرور معترض ہونگے۔ اور عقل سے صاف کہہ دینگے۔ کہ یہاں تمہارا دائرہ عمل ختم ہے۔ اور ہمارا شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح بیسیوں باتوں میں باہم اختلاف ہوگا۔ جذبات کہینگے۔ کہ ہر وقت اپنے

پیارے اور محبوب کی یاد

میں لگے رہو۔ لیکن عقل کہیگی۔ کہ یہ نامعقول بات ہے۔ کچھ وقت اپنے جسم کی حفاظت کے لئے بھی صرف کرنا چاہیئے۔ ورنہ محبوب کی خدمت کیسے کر سکو گے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے بھی فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ بعض اوقات میں روزہ اور نماز بھی شیطانی افعال ہو جاتے ہیں۔ جذبات تو بے شک کہینگے۔ کہ ہر روز روزہ رکھو۔ اور ہر وقت نمازیں پڑھتے رہو لیکن عقل کہیگی۔ کہ نہیں۔ ناغہ بھی ہونا چاہیئے تا صحت درست رہ سکے۔ پس یہ دونوں قانون دُنیا میں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ اور جو بھی ان کو آگے پیچھے کرنے کی کوشش کریگا۔ وہ ناکام رہے گا۔ اور اچھے نتائج نہیں پیدا کر سکیگا ہاں ایک مقام پر جا کر عقل مٹ جایا کرتی ہے اور وہ

توحید کامل کا مقام

ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ عقل کی ضرورت ہی وہاں نہیں رہتی۔ بلکہ جذبات بہت کامل ہو جاتے ہیں۔ اور عقل بھی انہی میں شامل ہو جاتی ہے یہ مقام تمام انسانوں کو جنت میں جا کر حاصل ہوتا ہے۔ وہاں عقل کا کوئی کام نہیں ہوگا بلکہ سب کچھ جذبات کے ماتحت ہوگا۔ اور پھر جو کچھ بھی ہوگا۔ اس میں

غلطی کا احتمال

نہیں ہوگا۔ لیکن جن لوگوں کو اسی دُنیا میں جنت حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ بھی جو کام کرتے ہیں۔ ان کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نیک نتائج ہی پیدا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے

کُن کا مقام

دیا جاتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ کئی لوگ پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔ ان کے بال بکھرے ہوتے ہیں مگر وہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ اور وہ نہیں ہوتا۔ اور ایسا ہوگا۔ اور وہ ہو جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کوئی شخص آیا۔ اور اس نے کہا۔ فلاں عورت نے میری پھوپھی کے دو دانت توڑ دیئے ہیں۔ اس لئے اس کے دانت بھی توڑے جائیں۔ توڑنے والی عورت کی طرف سے اس کا جو رشتہ دار بات کر رہا تھا۔ اس نے کہا غلطی ہو گئی ہے۔ معاف کر دو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی سفارش کی۔

لیکن دوسرے کو کچھ ایسی ضد تھی۔ کہ وہ برابر انکار کرتا رہا۔ اور یہی کہتا رہا کہ شریعت نے اجازت دی ہے۔ اس لئے میں اُسے سزا دلواؤں گا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی سفارش کی۔ مگر وہ نہ مانا۔ جب تمام کوششیں اسے معافی پر آمادہ کرنے کی بیکار ثابت ہوئیں۔ تو اس عورت کے رشتہ دار نے کہا کہ خدا کی قسم اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔ اس کے اس فقرہ میں غرور نہ تھا۔ اور نہ یہ مطلب تھا۔ کہ اب اس کی طرف سے ہم لڑیں گے۔ بلکہ اس میں

اللہ تعالےٰ پر یقین کا اظہار

تھا۔ اس سے دوسرے فریق پر اس قدر اثر ہوا۔ کہ اس نے کہا اچھا میں معاف کرتا ہوں۔ گویا جو اثر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سفارش نے بھی نہ کیا تھا۔ وہ اس فقرہ نے کر دیا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ بعض لوگ خستہ حال ہوتے ہیں۔ نہ ان کے تن پر کپڑا ہوتا ہے۔ نہ انہیں کھانے کو میسر آتا ہے۔ لیکن وہ قسم کھاتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کی قسم کو پورا کرتا ہے۔ تو اس صحابی نے جب یہ بات کہی۔ اس وقت کونسی عقل کام کر رہی تھی۔ یہ جذبات ہی تھے۔ جن کے ماتحت اس نے یہ قسم کھائی۔ عقل تو اس کی مخالف تھی۔ لیکن اس وقت وہ جذبات کے تابع ہو گئی تھی۔ یہ مقام بعض لوگوں کو دنیا میں بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ مگر ان کے سوا دوسرے لوگوں کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ دونوں چیزوں کو ایک ساتھ چلائیں۔ تا اگر جذبات حد سے بڑھیں۔ تو عقل روک دے۔ اور جہاں انسان عزت اور غیرت سے بے بہرہ ہونے لگے۔ وہاں جذبات اس کو تھام لیں۔ اور اسے بتا دیں۔ کہ یہ تمہاری غلطی ہے۔ اور جب جذبات انسان کو ایسے رستوں پر لے جائیں۔ کہ اصل مقصد فوت ہو رہا ہو۔ تو

عقل کا کام

ہے۔ کہ روک دے۔ اور کہے کہ قدم اٹھانے سے پہلے میری بات بھی سن لو۔

غرض ان دونوں طاقتوں کا مناسب اشتراک نہایت ضروری ہے۔ ورنہ انسان یا تو عقل سے بے بہرہ ہو جائے گا۔ یا جذبات سے خالی اور اس کی زندگی ناکامیوں کا

ایک عبرت انگیز مرقع

بن جائے گی۔ مثلاً ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جو لوگ حد سے زیادہ جذبات کے تابع ہو جاتے ہیں۔ وہ عجیب احمقانہ حرکات کرنے لگتے ہیں۔ کئی لوگوں کو دیکھا ہے۔ جب غصہ آتا ہے۔ اور وہ دیکھتے ہیں۔ کہ دوسرے کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ تو اپنے بال نوچ ڈالتے اور گالوں کو پیٹ پیٹ کر زخمی کر لیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں

ایک لطیفہ

مشہور ہے۔ کہ کسی نمبردار نے کسی کا برتن مانگ کر لیا۔ اور پھر جیسا کہ بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ یا کسی اور وجہ سے اسے واپس نہ کیا۔ جب ڈیڑھ مہینہ کے بعد برتن کا مالک اس نمبردار کے گھر میں گیا۔ تو دیکھا کہ وہ اس میں ساگ ڈال کر کھا رہا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ چودہری یہ تو ٹھیک نہیں۔ تم نے شادی کے لئے برتن مانگا تھا اور اب اس میں ساگ کھا رہے ہو۔ اچھا مجھے بھی باپ کا بیٹا نہ کہنا۔ اگر میں بھی تمہارا برتن مانگ کر نہ لے جاؤں۔ اور پھر اس میں نجاست ڈال کر نہ کھاؤں۔ یہ بات اس نے جذبات کے ماتحت کہی۔ عقل کا اس سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ اسے اتنا نہ سوجھا کہ نجاست کھانے سے خود اسی کا نقصان ہوگا۔ ایسا ہی حال اس شخص کا ہوتا ہے۔ جو جذبات کو بالکل دبا دے۔ اور خالی عقل کے پیچھے پڑ جائے۔

پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ

ہر اک چیز کی ایک حد

ہوتی ہے۔ دنیا میں اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کی ایک مقررہ مقدار رکھی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم سے یہ قانون صاف طور پر نظر آتا ہے۔ جب وہ مقدار خرچ ہو جائے۔ تو جیب خالی ہو جاتی ہے۔ پانی کو ہنڈیا میں ڈال کر جلاؤ۔ تو وہ بھاپ بن کر اڑ جائے گا۔ اور جس طرح دنیا میں ہر چیز کی مقدار ہوتی ہے۔ اسی طرح جذبات کی بھی ہے۔ اگر انہیں اتنا استعمال کرو گے۔ کہ وہ بھاپ بن کر اڑ جائیں۔ تو ہنڈیا خالی رہ جائے گی۔ اور اصل کام کے وقت تمہارے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ مگر عقلمند وہ ہے۔ جو

اپنے ذخیروں کو محفوظ

کرتا ہے۔ جب انگلستان اور جرمنی کی لڑائی شروع ہوئی۔ تو دونوں ممالک میں ایک شور مچ گیا۔ لنڈن کے لوگ جمع ہو کر بازاروں میں نعرے لگاتے پھرتے تھے۔ کہ

Down with Germany

اور جرمن کہتے تھے۔

Down with England

لیکن کیا تم سمجھتے ہو۔ جرمنی کو شکست دینے والے وہ لوگ تھے۔ جو انگلستان میں یہ نعرے لگاتے پھرتے تھے۔ یا انگلینڈ کو زخم پہنچانے والے وہ لوگ تھے۔ جو جرمنی میں اس قسم کے نعرے لگاتے تھے۔ نہیں بلکہ یہ وہ لوگ تھے۔ جنہوں نے جب سنا ہمارے قومی احترام پر حملہ کیا گیا ہے۔ تو کہا بہت اچھا۔ اب کام کا وقت آ گیا ہے۔ انہوں نے اپنے جوشوں کو اپنے سینوں میں رکھا اور کام میں لگ گئے۔ اور اپنے ارادوں کو پورا کر کے دکھا دیا۔ جرمن تھوڑے تھے اور ان کے پاس اتنے سامان بھی نہ تھے۔ اس لئے اتحادیوں کو شکست نہ دے سکے۔ مگر انہوں نے انگلستان اور دوسرے اتحادیوں کو زخم سخت لگایا۔ اور انگلینڈ اور اس کے اتحادی چونکہ تعداد اور سامان میں زیادہ تھے اس لئے انہوں نے جرمن کو کچل دیا۔ جنگ کے بعد

ایک بڑے جرمن تاجر کا خط

میرے نام آیا۔ اس زمانہ میں جرمن چاروں طرف ہاتھ مار رہے تھے۔ کہ کوئی راہ امداد کی ہے۔ اس خط میں اس نے لکھا تھا کہ ہمارے ملک میں سخت قحط ہے۔ اور مصائب کے بادل ہیں۔ کیا ہندوستان کے لوگ ہمارے کھانے کے لئے کوئی چندہ دے سکتے ہیں۔ پھر اس نے لکھا تھا۔ کہ جو تاوان ہم پر ڈالا گیا ہے۔ ہم تیار ہیں کہ جس طرح بھی ہو۔ اسے ادا کریں۔ لیکن معلوم نہیں وہ کتنا ہے (اس وقت تک اتحادیوں نے جرمنی پر تاوان لگا تو دیا تھا۔ مگر رقم معین نہ کی تھی۔ بلکہ کہا تھا۔ کہ جرمنی کی طاقت کو دیکھ کر مقرر کیا جائیگی) تو اس جرمن تاجر نے لکھا کہ ہم تو کام کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم میں سے ہر شخص نے یہ فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ وہ جس طرح بھی ہو محنت کر کے یہ روپیہ ادا کر دے گا۔ تا ہمارا ملک آئندہ بوجھ سے آزاد ہو۔ مگر مشکل یہ ہے کہ ہمیں بتایا نہیں جاتا۔ کہ ہم نے کیا ادا کرنا ہے۔ اور ہمیں ڈر ہے کہ اگر بغیر رقم کی تعیین کے ہم لوگ تاوان ادا کرنے لگیں تو اسے ہمیشہ بڑھایا جاتا رہے گا۔ لیکن اگر بتا دیا جائے۔ تو ہمیں ادائگی میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ انکی یہ

قوت ارادی

ہی تھی۔ جس کا یہ نتیجہ ہے۔ کہ آج وہی جرمنی جسے کچلا گیا تھا۔ اور جسے کہا گیا تھا کہ تم یہ نہیں کر سکتے۔ وہ نہیں کر سکتے۔ وہ کہتا ہے۔ میں سب کچھ کروں گا۔ کون ہے جو مجھے روک سکے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے اس پر پابندیاں عائد کی تھیں۔ وہ ایک دوسرے کے مونہہ کی طرف دیکھتے ہیں۔ اور ایک کہتا ہے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اور دوسرا بھی کہتا ہے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ اور جرمن چیلنج دیکر اور ٹھا کر جو چاہے کرتا ہے اور اتحادی اسے روک نہیں سکتے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ اس نے اپنے جذبات کو روک کر رکھا۔ اس نے ایک عہد کیا جسے بھولا نہیں۔ اس نے نہ اپنی طاقتوں کو ضائع کیا۔ اور نہ بے غیرتی دکھائی۔

طاقت کا ضائع کرنا

قوت عملیہ کو مٹا دیتا ہے۔ اور بے غیرت کہتا ہے۔ بہت اچھا جو کرنا ہے کر لو۔ لیکن سمجھدار آدمی کا یہ کام ہے۔ کہ وہ صاف کہہ دیتا ہے۔ کہ جو ظلم کیا جا رہا ہے۔ میں اسے پسند نہیں کرتا۔ اور اس پر راضی نہیں ہوں۔ مگر میں کچھ کر کے دکھاؤں گا۔

زیادہ باتیں

پسند نہیں کرتا۔

میرا مطلب یہ نہیں۔ کہ پروٹسٹ نہیں کرنا چاہیئے۔ یا

اپنے جذبات کا اظہار

نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ جذبات کا اظہار اس قدر نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ اسی سے دل تسلی پا لے۔ کئی بچوں کو دیکھا ہے۔ کہ شام کو اپنے ہم جولیوں سے خوب لڑیں گے۔ خوب گالیاں دیں گے پھر روتے روتے سو جائیں گے۔ اور صبح اٹھ کر

بغیر کسی بات کے

ایک دوسرے سے کھیلنے لگ جائیں گے کیونکہ وہ اپنا بخار گالیوں سے نکال چکے ہوتے ہیں۔ پس

میرا مطلب

یہ ہے۔ کہ جذبات کے اظہار پر ہی بس نہ کر دو۔ بلکہ دُنیا کو بتا دو۔ کہ اس سال نہیں۔ تو اگلے سال۔ دس۔ بیس۔ پچاس۔ سو بلکہ ہزار۔ دو ہزار سال میں بھی

ہم بدلہ لے کر چھوڑیں گے

مگر وُہ بدلہ شریفانہ ہوتا ہے۔ جیسا بدلہ کہ انبیاء کی جماعتیں ہمیشہ لیتی آئی ہیں۔ اور دُشمن کو بتا دیں گے۔ کہ ہمارا جوش محدُود وقت کے لئے نہیں۔ بلکہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ مومن ہمیشہ دُشمن کی شرارت کو یاد رکھتا ہے۔ اور کوئی چیز اس کے ذہن سے دشمن کی شرارت کو نہیں مٹا سکتی۔ مگر دشمن کی اصلاح۔ یا اس کا معافی مانگنا۔ جب دُشمن اصلاح کرلے۔ یا معافی طلب کرلے۔ تو مومن اسی کو کافی سزا سمجھ لیتا ہے۔ لیکن یہ حالت مومن کی

دینی اور اجتماعی امُور

کے متعلق ہوتی ہے۔ انفرادی اعمال میں وُہ ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ وُہ ایسے موقعہ پر ذاتی جذبات کو نظام پر قربان کر دیتا ہے اور عفو اس کے اعمال پر غالب رہتا ہے۔

اس تمہید کے بعد اب میں یہ بتانا چاہتا ہُوں۔ کہ

وُہ حملہ جو میاں شریف احمد صاحب پر کیا گیا

ہے ہمیں عقل وجذبات کا توازن قائم رکھتے ہُوئے اس کے متعلق سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ انفرادی فعل تھا۔ یا سازش کا نتیجہ تھا انفرادی افعال مومن کو بھلا دینے چاہئیں کئی لوگ معمولی جوش کی حالت میں کوئی فعل کر بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے حق سے زیادہ بدلہ لے لیتے ہیں۔ کئی دفعہ ایسا ہُوا۔ کہ ایک آدمی جوش میں آیا۔ مگر دوسرے نے اسے کوئی اہمیت نہ دی۔ اور چپ رہا۔ تو وُہ غصہ میں بھرا ہُوا کسی اور سے لڑنے لگ گیا۔ مجھے

ایک بڑے فلاسفر کی بات

یاد ہے۔ جس نے لکھا ہے کہ بہت سی پھانسیاں جن کا حکم عدالتوں سے دیا جاتا ہے۔ مگر وُہ فیصلہ عدالت کا نہیں ہوتا۔ بلکہ عدالت کرنے والوں کی بیویوں کا ہوتا ہے۔ مجسٹریٹ بیوی سے لڑ کر آتا ہے۔ اور مقدمہ سنتے ہی ذرا سا بھی ثبوت اگر نظر آیا۔ تو جھٹ سزا دے دیتا ہے۔ اس لئے کہنا چاہیئے کہ وُہ فیصلہ اس کا نہیں۔ بلکہ اس کی بیوی کا ہوتا ہے۔

پس دیکھنا چاہیئے۔ کہ یہ فعل کیسا تھا۔ اسے انفرادی فعل سمجھا جائے۔ یا

سازش کا نتیجہ

جہاں تک میں سمجھتا ہُوں۔ اس فعل کی نوعیت بتاتی ہے۔ کہ یہ فعل انفرادی نہیں تھا۔ نہ کوئی جھگڑا ہُوا۔ نہ فساد اور نہ حملہ آور سے کوئی لین دین کا معاملہ تھا۔ راستہ چلتے چلتے اس شخص نے حملہ کر دیا۔ اب سوال یہ ہے۔ اگر یہ فعل انفرادی نہ تھا۔ تو پھر کیا یہ فعل صرف انگیخت کا نتیجہ تھا۔ یا سازش کا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بعض دفعہ انسان کسی کو کہتا تو کچھ نہیں۔ مگر ایسی جوش کی باتیں کرتا ہے۔ کہ دوسرے کو خواہ مخواہ غصہ آجاتا ہے۔ اور وُہ کوئی ناروا حرکت کر بیٹھتا ہے۔ یہ تو ہے انگیخت۔ اور سازش یہ ہے۔ کہ کسی خاص آدمی کو خاص کام کے لئے متعین کر دیا جاتا ہے اور یہ ظاہر ہے۔ کہ اس فعل میں انگیخت فرو تھی۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ گزشتہ ایام میں قادیان میں ایسی تقریریں کی گئیں جن میں بار بار سلسلہ کے ارکان اور مقدس مقامات پر حملہ کی تحریکیں کی گئی تھیں۔ ہمیں اس کی رپورٹیں برابر پہونچتی رہی ہیں۔ اور اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو حکومت کے پاس بھی ضرور پہونچی ہونگی۔ کیونکہ اس کے ایجنٹ بھی یہاں موجود ہیں۔ ان تقریروں میں صاف لفظوں میں ہمارے خاندان کا نام لے لے کر اور مقدس مقامات کا نام لے لے کر جوش دلایا گیا۔ پس اگر اس کے لئے کوئی باقاعدہ سازش نہ کی جاتی۔ تو ان

تقریروں کے نتیجہ میں

بھی بہت حد تک اس قسم کے حملہ کا امکان تھا لیکن میں بتاتا ہوں۔ کہ معاملہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور یقیناً سازش کا نتیجہ ہے۔

آج سے دو ماہ پہلے سے مجھے اطلاعات مل رہی تھیں۔ کہ احمدی زعماء پر عموماً۔ اور میرزا شریف احمد صاحب پر خصوصاً حملہ کی تیاریاں ہورہی ہیں۔ ان رپورٹوں میں اس گلی کا ذکر بھی تھا۔ جہاں حملہ ہُوا۔ پھر اس کی رپورٹیں میں تجاویز تک بتا دی گئی تھیں۔ اور لکھا تھا۔ کہ ایک تجویز تو یہ ہے کہ ایک آدمی لٹھ لے کر حملہ کر دے۔ اور ایک یہ تجویز بھی تھی۔ کہ عورتیں رستہ میں کھڑی ہو کر گالیاں دیں۔ اور پھر چمٹ جائیں۔ اور گھسیٹ کر اندر لے جائیں۔ اور کہیں۔ کہ ہم پر حملہ کیا گیا تھا۔

پہلے جب یہ رپورٹ پہونچی۔ تو ہم نے اسے افواہ سمجھا۔ لیکن جب مختلف ذرائع سے یہ خبر پہونچی۔ تو

اخبار الفضل میں ایک نوٹ

دے دیا گیا۔ اور ۲۷۔ جون کو سرکاری افسروں کو بھی اس کی اطلاع دے دی گئی چیف سکرٹری۔ انسپکٹر جنرل پولیس اور مقامی حکام کو بھی اطلاع کر دی گئی۔ اور یہ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ یہ سازش تھی۔ ہماری اطلاعات میں گلی کا بھی ذکر تھا۔ بلکہ کئی آدمیوں کا جو اس سازش میں حصہ لے رہے ہیں۔ ساتھ ہی حملہ کے ذرائع کا بھی ذکر تھا۔ اور غرض بھی بتائی گئی تھی۔ کہ احمدی جوش میں آکر حملہ کریں گے۔ اس پر انہیں۔ نیز ان کے ہمدرد حکام کو یہ کہنے کا موقعہ مل جائے گا۔ کہ احمدیوں نے حملہ کیا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کی ایک غرض یہ بھی تھی۔ کہ اس طرح فساد کرا کے

سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف

ہم جو اپیل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے خلاف مواد مہیا کیا جائے۔ اور چونکہ ہماری پہلی تاریخ میں اس قسم کی کوئی بات ملتی نہیں۔ اور اس کی تائید میں کوئی دلیل نہیں۔ اس لئے نئی دلیل پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔

اس وقت میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس میں حکام کا بھی کوئی دخل تھا۔ یا نہیں۔ اور نہ اس کے متعلق کوئی رپورٹ مجھے پہونچی ہے ہاں احرار کے متعلق پہونچتی رہی ہیں۔

پس اس حملہ کا اندازہ اس امر سے نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کرنے والا کون تھا۔ اور جس پر کیا گیا۔ وُہ کون۔ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ

کس ارادہ کے ماتحت

یہ کیا گیا۔ یہ حملہ ایک معزز احمدی پر ایک ذلیل آدمی کی طرف سے ہونے کی وجہ سے ہی اس کی اہمیت نہیں۔ بلکہ یہ دیکھنا ہے۔ کہ اس کا مقصد کیا تھا۔ اس کا مقصد یقیناً یہی تھا۔ کہ

قادیان میں فساد

کرایا جائے۔ لڑایا جائے۔ اور جماعت احمدیہ کو بدنام کیا جائے۔ وُہ لاٹھی جو چلائی گئی۔ وُہ اس غرض سے تھی۔ کہ سینکڑوں ہزاروں جسموں پر لاٹھیاں پڑیں۔ پس ان لاٹھیوں کی اہمیت اسی حملہ پر ختم نہیں ہو جاتی اگر اتفاقاً اس حملہ کے وقت اور احمدی ساتھ چل رہے ہوتے۔ یا اگر خود مرزا شریف احمد صاحب ہی جوش میں آجاتے۔ تو وہاں دُوسرے احراری بھی بیٹھے تھے۔ فوراً یہ ایک قومی لڑائی بن جاتی۔ اور پھر حکومت کے پاس رپورٹ چلی جاتی۔ کہ اس طرح احمدیوں نے حملہ کیا۔ اور بلوہ ہو گیا۔

میں

تمہارے اندر یہ روح

پیدا کرنا نہیں چاہتا۔ کہ اگر کوئی شخص تم کو مارے بھی۔ تو تمہارا بولنا مفادِ سلسلہ کے لئے مضر ہے۔ جماعتوں میں لوگ پکڑے بھی جاتے ہیں پیٹے بھی جایا کرتے ہیں اور قید بھی ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کو نظر انداز کر کے میں جس پہلو کو لے رہا ہوں۔ وُہ یہ ہے۔ کہ اس

حملہ کی غرض

یہ تھی۔ کہ فساد کر کے جماعت احمدیہ کو بدنام کیا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ جماعت احمدیہ فساد کرتی ہے۔

لیکن اللہ تعالے کا ایسا فضل ہُوا۔ کہ وُہ دُشمن جو ہمیں ذلیل کرنا چاہتا تھا۔ خود

دُنیا کی نظروں میں ذلیل

ہو گیا۔ دشمن کی شدید انگیخت کے باوجود یہاں امن قائم رہا۔ گویا صیاد نے جو دام ہمارے لئے بچھایا تھا۔ وُہ خود اس کا شکار ہو گیا۔ جب دُنیا کے سامنے یہ بات آئے گی۔ کہ اس حملہ سے پہلے ہمیں اس کی اطلاع تھی۔ اور ہم نے حکومت کو بھی اس کی

اطلاع دیدی تھی

جس نے قطعاً کوئی کارروائی نہیں کی۔ اور وہ یہ واقعات پڑھے گی۔ کہ

ایک ذلیل گداگر

جس کی ساری عمر احمدیوں کے ٹکڑوں پر بسر ہوئی ہے۔ مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ آور ہوا۔ اور احمدی پھر بھی خاموش رہے۔ تو وہ وقت تمہاری فتح کا ہوگا۔ ہماری جماعت تاریخی جماعت ہے۔ آئندہ کوئی تاریخ مکمل نہیں ہو سکتی۔ جب تک وہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ذکر نہ کرے۔ اور یہ جماعت خدا تعالےٰ کے فضل سے سب دنیا پر چھا جانے والی ہے۔ پس جو کچھ تم سے ہو رہا ہے۔ اس کا بدلہ تاریخ لے گی۔ اور آج جو لوگ تمہارے حقوق تلف کر رہے ہیں۔ ان کی نسلیں انہیں گالیاں دیں گی۔ کیونکہ کون ہے جو اپنے

آباء کی شرارتوں کا ذکر

تاریخوں میں پڑھ کر شرمندہ نہیں ہوتا۔ بے شک آج لوگ ہم پر ظلم کر کے ہنستے ہیں۔ جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اونٹوں کی اوجھڑی ڈالنے والے ہنستے تھے۔ ان لوگوں کو کیا معلوم تھا۔ کہ ان کی اس حرکت کو ہزارہا سال تک یاد رکھا جائیگا اور یہ ہمیشہ کے لئے ان کی ناک کاٹنے کا موجب ہو جائے گی۔ آج بھی

ہمارے دشمن اور بعض حکام

خوش ہوتے ہیں۔ اور اسے ایک کھیل سمجھتے ہیں۔ مگر انہیں کیا معلوم ہے۔ کہ یہ باتیں تاریخوں میں آئیں گی۔ بڑے سے بڑے مورخ کے لئے یہ ناممکن ہوگا۔ کہ ان واقعات کو نظر انداز کر دے۔ کیونکہ ان کے بغیر اس کی تاریخ نامکمل سمجھی جائے گی۔ پڑھنے والے ان باتوں کو پڑھیں گے۔ اور حیران ہونگے ان لوگوں کی انسانیت پر جنہوں نے یہ افعال کئے۔ اور حیران ہوں گے ان حکام کے رویہ پر جنہوں نے علم کے باوجود کوئی انتظام نہ کیا۔ اور آنے والی نسلوں کی رائے ان کے خلاف ہوگی۔ ان کی وہ چیز جس کے لئے انسان جان کی قربانی بھی کر سکتا ہے۔ یعنے نیک نامی برباد ہو جائے گی۔ پس جو چال احرار ہمارے خلاف چلے تھے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہ الٹ کر انہی پر پڑی۔ اور ہمیں اللہ تعالےٰ نے ان کے شر سے محفوظ رکھا۔

تیسری بات میں یہ کہنی چاہتا ہوں۔ کہ میں

شعائر اللہ کی تعظیم

سے ناواقف نہیں ہوں۔ میں جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی تاریخ پڑھتا ہوں۔ اور آپ کی وفات کے بعد ظہور میں آنے والے افسوسناک واقعات کا مطالعہ کرتا ہوں۔ جب صحابہ میں اختلاف ہوا۔ اور باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اور اس واقعہ پر پہنچتا ہوں جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی ایک جنگ میں شریک ہوئیں۔ تو باوجود اس کے کہ میرا عقیدہ ہے کہ اس معاملہ میں حضرت علی رضؓ حق پر تھے۔ اور یہ بھی کہ آپ کے مخالف غلط فہمی کا شکار تھے۔ اور حضرت علی رضؓ اسوقت کے حالات کے لحاظ سے بہت حد تک صحیح اور حق بجانب تھے۔ اور اگر اس وقت ان سے کوئی غلطی ہوئی بھی ہو۔ تو وہ اتنی ادنیٰ ہے۔ کہ ان حالات کے لحاظ سے اسے نظر انداز کر دینا چاہیئے۔ مگر باوجود اس کے جب میں یہ پڑھتا ہوں۔ کہ حضرت علی رضؓ کے مقابل پر جو لشکر تھا۔ اس کے پاؤں کو جمائے رکھنے والا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وجود تھا۔ اور وہ باوجود کمزور ہونے کے اس لئے نہ بھاگتا تھا۔ کہ حضرت عائشہ رضؓ اس کے ساتھ نہ بھاگ سکیں گی۔ اور اس طرح ممکن ہے۔ آپ کو کوئی گزند پہنچ جائے۔ حضرت علی رضؓ کے لشکر کے سردار بڑھ بڑھ کر حملے کرتے تھے۔ مگر سمجھتے تھے۔ کہ جب تک حضرت عائشہ رضؓ ہودج میں بیٹھی ہیں بالمقابل لشکر کے سپاہی ایک ایک کر کے جان دیدینگے۔ مگر بھاگیں نہیں۔ اس وجہ سے ان میں سے بعض نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ خواہ نتیجہ کچھ ہو۔ حضرت عائشہ رضؓ کے ہودج کو نیچے گرا دیا جائے جب وہ گر جائیگا۔ تو مخالف لشکر خود بخود بھاگ جائے گا۔ اس فیصلہ کے مطابق جب حملہ شروع ہوا۔ تو حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ کے لشکر کے سپاہی جن میں بڑے بڑے بزرگ صحابی تھے۔ جو اسلام میں بڑی وجاہتیں رکھتے تھے۔ ایک ایک کر کے آگے آتے تھے اور جانیں دیدیتے تھے۔ اسوقت کا ایک واقعہ ہے۔ کہ حضرت زبیر جو عشرہ مبشرہ میں تھے۔ ان کے ایک لڑکے عبد اللہ بن زبیر جنکو بعض لوگ پہلی صدی کا مجدد بھی کہتے ہیں۔ حضرت علی رضؓ کے لشکر کے ایک بڑے سردار مالک کے ساتھ جو حملہ میں بہت زیادہ حصہ لے رہا تھا۔ جا کر چمٹ گئے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ اگر مالک کو مار دیا جائے۔ تو حضرت علی رضؓ کا لشکر کمزور ہو جائے گا۔ اور حضرت عائشہ رضؓ کو بچایا جا سکے گا۔ اس لئے وہ اسے چمٹ گئے۔ مگر مالک بڑا مضبوط آدمی تھا۔ اور یہ نحیف الجثہ تھے۔ اور صرف

ایمانی طاقت

کے ساتھ اسے چمٹ گئے تھے۔ آخر کشمکش میں دونوں اس طرح گرے کہ وہ نیچے تھے اور مالک اوپر۔ اس وقت انہوں نے جو شعر پڑھا۔ وہ ان کی ایمانی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ صحابہ کے دل میں شعائر اللہ کی کتنی تعظیم تھی۔ آپ نے کہا۔ اقتلونی و مالکا۔ اقتلوا مالکا معی۔ یعنی اے دوستو مالک کو قتل کرنے سے اس لئے نہ جھجکو۔ کہ وہ میرے اوپر ہے۔ اور اس کو مارنے سے میں بھی مارا جاتا ہوں۔ تم میری موت کا فکر نہ کرو۔ مجھے بھی مار دو۔ اور مالک کو بھی مار دو۔ اور ہم

دونوں کا اکٹھا خاتمہ

کر کے اس وقت حضرت عائشہ رضؓ کی حفاظت کرو۔ جب میں اس واقعہ کو پڑھتا ہوں۔ تو باوجود اس کے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے موعود کا خلیفہ بنایا ہے۔ میرے دل میں خواہش ہوتی ہے۔ کہ کاش میں بھی اس وقت ہوتا اور حضرت عائشہ رضؓ کی حفاظت کرتا۔ پس میں شعائر اللہ کی تعظیم سے آگاہ ہوں۔ اور جانتا ہوں۔ کہ ان کی کیا اہمیت ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ایک دفعہ نواب صاحب کی کوٹھی میں کسی مریض کو دیکھنے یا کسی اور کام کے لئے گئے۔ تو اسی گلی میں جس میں یہ حادثہ ہوا ہے۔ گھوڑی جس پر آپ سوار تھے بدک گئی۔ اور آپ نیچے گر گئے۔ جس سے سر پر چوٹ آئی۔ اور دماغ کو بھی صدمہ پہنچا۔ اس سے آپ بار بار بے ہوش ہو جاتے تھے۔ مجھے جب اطلاع ملی۔ تو تیمارداری کے لئے میں بھی وہاں جا بیٹھا۔ اور دیر تک وہیں بیٹھا رہا۔ اس دن میرا لڑکا ناصر احمد سخت بیمار تھا۔ اسے پیچش تھی۔ اور اس میں کثرت سے خون آتا تھا۔ اور مرض یہاں تک بڑھ گیا تھا۔ کہ خطرہ تھا کہ وہ بچے گا نہیں مجھے حضرت خلیفہ اول کے پاس بیٹھے بیٹھے جب بہت دیر ہو گئی۔ تو چونکہ ماں کو اپنے بچہ سے بہت محبت ہوتی ہے۔ میری بیوی کی طرف سے بار بار پیغام آنے لگا۔ کہ بچہ کی حالت نازک ہے جلد آؤ۔ شام کے قریب حضرت خلیفہ اول کو ہوش تھا۔ اس وقت بھی کسی نے آ کر اونچی آواز سے مجھے پیغام دیا۔ مگر میں نے اسے گھور کر دیکھا کہ چلے جاؤ۔ اس کے بعد آپ پر پھر غنودگی طاری ہو گئی۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد پھر آپ نے آنکھیں کھولیں۔ اور فرمایا میاں تم اب تک یہاں بیٹھے ہو۔ میں نے سمجھا آپ کا یہ مطلب ہے کہ اس دوران میں کہیں گئے تو نہیں۔ میں نے کہا ہاں میں برابر یہیں بیٹھا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے ابھی کسی کو یہ کہتے سنا ہے۔ کہ

ناصر احمد کی حالت خراب ہے

تم گئے نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تم سمجھتے ہو وہ تمہارا بیٹا ہے۔ میں اسے اس نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ میں اس نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ کہ وہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پوتا

ہے۔ جاؤ چلے جاؤ۔

پس میں اس بات کو اچھی طرح جانتا ہوں کہ جب اللہ تعالےٰ کسی چیز کو اپنے شعائر میں داخل کرتا ہے۔ تو اس کی تعظیم کو اپنی تعظیم سمجھتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کہ من یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ یہ بات اللہ تعالےٰ کے تقوے میں شامل ہے۔ اور اس کی وجہ سے تمہیں کتنا بھی جوش آئے۔ میں اسے ناجائز نہیں سمجھتا۔ پھر میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ یہ حملہ میاں شریف احمد صاحب پر اس لئے تھا۔ کہ اس سے جوش میں آ کر جماعت احمدیہ ان پر حملہ کر دے۔ میاں شریف احمد صاحب پر یہ حملہ ان کی ذات کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ احمدیت کی وجہ سے تھا۔ اس لئے علاوہ شعائر اللہ پر حملہ ہونے کی وجہ کے اگر جماعت اس کے متعلق کچھ نہ کرتی۔ تو وہ

سخت بے غیرتی

ہوتی۔ ہماری جانیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کیا حیثیت رکھتی ہیں۔ آپ نے ایک دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ میں بھیجا کہ صلح کی کوشش کریں۔ اور اہل مکہ کو اس امر پر راضی کریں۔ کہ مسلمانوں کو عمرہ کر لینے دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بات چیت میں دیر لگ گئی۔ بحث نے طول کھینچا۔ اور وہ شام تک واپس نہ آ سکے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بہت خیال تھا۔ کہ دیر زیادہ ہو گئی ہے۔ اتنے میں بعض شرارتیوں نے مشہور کر دیا۔ کہ حضرت عثمان رضہ مارے گئے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی۔ تو آپ نے صحابہ کو جمع کیا۔ اور فرمایا میں نے عثمان رضہ کو بھیجا تھا۔ افواہ ہے کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہ میرا ہاتھ ہے کون ہے جو اس پر

موت کی بیعت

کرتا ہے۔ صحابہ آئے اور انہوں نے بے تابانہ اپنے ہاتھ رکھ دیئے پھر آپ نے دوسرا ہاتھ نکالا۔ اور فرمایا۔ یہ عثمان رضہ کا ہاتھ ہے اگر وہ آج یہاں ہوتے تو وہ بھی ضرور بیعت کرتے۔ اس لئے یہ ہاتھ ان کی طرف سے مَیں رکھتا ہوں۔ وہ بیعت ایسی تھی۔ کہ صحابہ کہتے ہیں۔ ہم تلواروں کے کندے مار مار کر ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور ایک دوسرے کی گردنوں پر چڑھ کر بیعت کر رہے تھے۔ سو مَیں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ

قومی غیرت چاہتی ہے

کہ جب قومی وجہ سے حملہ کیا جائے تو سب اسے مٹائیں۔ مَیں مانتا ہوں۔ کہ جو قوم شعائر اللہ کی عظمت نہیں کرتی۔ وہ مٹا دی جاتی ہے۔ مگر تم اس بات کو کبھی نہ بھولو۔ کہ یہ حملہ تھا کیوں یہ اسی لئے تھا۔ کہ جماعت کو بدنام کیا جائے۔ اور تمہارا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ سلسلہ کے نیک نام کو قائم رکھو۔ اس کا یہ مطلب نہیں۔ کہ ہم بزدل ہیں۔ گورنمنٹ بھی اچھی طرح جانتی ہے۔ کہ

ہم بزدل نہیں ہیں

اسے خوب معلوم ہے کہ کس طرح ہمارے آدمیوں نے کابل میں جانیں دیں۔ کیا ان واقعات کے بعد بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہم موت سے ڈرتے ہیں۔ ایک یوروپین کی کتاب میں لکھا ہے جو اس زمانہ میں وہاں امیر کا ایک انجنیر تھا۔ کہ صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کو صرف اس لئے سنگسار کیا گیا تھا۔ کہ وہ جہاد کے مخالف ہیں۔ اور اس طرح گویا انگریزی حکومت کو طاقت پہنچاتے ہیں۔ پس جس قوم کے افراد انگریزوں کے لئے جانیں دے سکتے ہیں۔ کیا وہ دین کی خاطر نہیں دے سکتے۔ جو قوم غیروں کے ملک کو فائدہ پہنچانے کے لئے جانیں دے سکتی ہے۔ وہ

دین کی حرمت کے لئے

کیوں نہ دے گی۔ پس یہ غلط ہے کہ ہم دشمنوں سے یا حکومت سے ڈرتے ہیں۔ ہم فساد سے صرف اس لئے بچتے ہیں۔ کہ ہمارا مذہب ہمیں کہتا ہے کہ فساد مت پھیلاؤ۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اسی وقت نسل انسانی پر اعتراض کیا گیا تھا۔ کہ یہ فساد کرے گی۔ مگر اللہ تعالےٰ نے انبیاء کا یہ کام مقرر کیا۔ کہ وہ فساد کو دور کریں۔ پھر ہم کیوں شیطان کے اعتراض کو زندہ کر کے آدم ؑ کو جھوٹا ہونے دیں۔ مجھے معلوم ہے کہ قرآن کریم میں فرشتوں کے منہ سے یہ اعتراض دہرایا گیا ہے اور وہ آیات میرے ذہن میں ہیں۔ مگر باوجود اس کے مَیں کہتا ہوں۔ کہ وہ

شیطانی اعتراض

تھا۔ فرشتوں نے دنیا کے خیالات کو وہاں دہرایا ہے۔ کہ لوگ ایسا کہتے ہیں یا کہینگے۔ ورنہ ہم تو حضور کے ہر فعل کو اعتراض سے بالا سمجھتے ہیں۔ پس اصل اعتراض شیطان کا تھا۔ کہ آدم فساد کریگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ آدم کی اولاد فساد نہیں کریگی۔ بلکہ شیطان کی اولاد کریگی۔ اور اس کا ثبوت تمہیں دکھاتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کی پیدائش پر سجدہ کرو۔ انہوں نے سجدہ کیا۔ مگر شیطان نے انکار کر دیا اس پر اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ تم نے دیکھ لیا۔ فساد تم کرتے ہو یا وہ۔ آدم نے جب غلطی کی نسیان کے ماتحت کی۔ مگر شیطان نے بغاوت سے مقابلہ کیا۔ پس ہمارا کام یہ ہے کہ دنیا پر ثابت کر دیں۔ کہ ہم فسادی نہیں ہیں۔ اور اس اصل کے قیام کیلئے قربانیاں کریں۔ مگر ساتھ ہی اپنی غیرت کو نہ مرنے دیں۔ مَیں جانتا ہوں۔ یہ

بہت نازک معاملہ

ہے یہ تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ مگر مومن کو تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے اور تمہارا فرض ہے کہ ثابت کر دو کہ تم تلوار کی دھار پر چل سکتے ہو۔ ایک طرف غیرت ہے اور دوسری طرف فساد سے بچنا۔ یہ حملہ تمہیں بتاتا ہے کہ تمہارا دشمن کس حد تک گر چکا ہے۔ یہ تمہیں ہشیار کرتا ہے کہ تمہیں کس قدر وسیع النظر ہونا چاہیئے۔ وہ شرارت سے تمہاری توجہ کو اپنی طرف پھیرنا چاہیگا۔ مگر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے سے مجھے خبر دے رکھی ہے۔ تمہارا فرض یہی ہے کہ

"خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ"

کہتے ہوئے چلتے جاؤ۔

چوتھی بات یہ ہے کہ دو باتیں اور ایسی ہیں۔ جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا اول یہ کہ جیسا کہ اطلاعات بتاتی ہیں اس حملہ کو یہیں تک محدود نہیں سمجھنا چاہیئے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ ناظروں اور ہمارے خاندان کے دوسرے ممبروں اور ہمارے خاندان کی عورتوں اور دوسری احمدی عورتوں پر

حملوں کے امکانات

ہیں۔ اور مقامات مقدسہ پر حملہ کی انگیخت تو تقریروں میں صاف موجود ہے۔ اس لئے ہم اسے معمولی نظر سے بھی نہیں دیکھ سکتے۔ یہ ایک کڑی ہے ایک زنجیر کی اسی دن جس دن مرزا شریف احمد صاحب پر حملہ کیا گیا۔ ایک احمدی دوکاندار کو بھی زدوکوب کیا گیا۔ اور اس وجہ سے اگر ہم بالکل ہی خاموش رہیں۔ تب بھی گذارہ نہیں ہو سکتا۔ دشمن چاہتا ہے کہ اگر ہم اس کے حملوں کا جواب حملے سے دیں۔ تو وہ ہمیں ہمارے مخالف حکام کی مدد سے مجرم بنائے اور ہماری روایات کو باطل کرے۔ اور اگر ہم حملہ کا جواب حملہ سے نہ دیں اور صبر کریں تو وہ اس حد تک ہمیں تنگ کرے کہ احمدیت کو دنیا کی نگہ میں بے غیرت ثابت کر دے۔ پس ان حالات میں اگر ہمیں

خون کا آخری قطرہ

بھی ان شرائط کے ماتحت جو میں بیان کر چکا ہوں گرانا پڑے تو اس سے ہمیں دریغ نہ ہونا چاہیئے ہمارا پچھلا تجربہ بتاتا ہے کہ ہم ایسے ماحول میں ہیں کہ حکومت بھی ہماری طرف توجہ نہیں کر سکتی۔ اس کے سامنے ہم دس دن پہلے حالات رکھ چکے تھے۔ اور اسے دس دن کا وقفہ انتظام کے لئے مل گیا تھا۔ لیکن اس عرصہ میں وہ کوئی انتظام نہیں کر سکی۔ لیکن اس کے مقابل میں زمیندار میں ایک چھوٹی خبر شائع ہوتی ہے کہ کسی شخص نے مولوی ظفر علی کو لکھا ہے کہ تم ۱۱ دسمبر کو مار دیئے جاؤ گے اور ان کی حفاظت کے لئے پولیس کی جمعیت۔ سی۔ آئی۔ ڈی کا سپرنٹنڈنٹ اور تمام دوسرے افسر موجود ہوتے ہیں۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ انسپکٹر جنرل پولیس بھی فون پر۔ دریافت کرتے رہے۔ گویا حکومت کو اس دن سخت بے چینی تھی۔ کہ حکومت کا یہ رکن اور خیر خواہ و ہمدرد کہیں مارا نہ جائے یا اسے کوئی گزند نہ پہنچے۔ لیکن سلسلہ احمدیہ کے معزز افراد جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے الہاموں میں جگہ دی ہے۔ اور جن کی خاطر جماعت احمدیہ کا ہر فرد اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہے۔ ان پر حملہ کی خبر دس دن قبل تمام افسروں کو بھجوا دی جاتی ہے۔ مگر کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔

آئندہ کے لئے

بھی مَیں نہیں کہہ سکتا۔ کہ کوئی توجہ کی جائے گی یا نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ میرے اس خطبہ کے ساتھ ہی یہ رپورٹ بھیجدی جائے۔ کہ حالات پر پوری طرح قابو پا لیا گیا ہے اور فساد کا کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ پچھلا تجربہ بتاتا ہے کہ بعض افسر بغیر کچھ کئے بھی نیک نامی کے خواہشمند رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ ٹائمز آف انڈیا جو انگریزی کا ایک وقیع اخبار ہے اس کا نمائندہ یہاں آیا۔ میں نے اسے بتایا کہ دو آدمی میرے قتل کے لئے یہاں آ چکے ہیں جن پر یہ الزام ثابت ہے اور کئی ایسے ہیں جن پر یہ شبہ کیا گیا۔ ہم نے حکومت کو ہر امر کی اطلاع دی ہے مگر اس کی طرف سے کوئی توجہ نہیں کی گئی لیکن زمیندار میں ایک چھوٹی خبر شائع ہونے پر اس قدر دوڑ دھوپ کی گئی۔ اس نمائندہ کو اس انٹرویو کے بارہ میں اخبار کی طرف سے یہ ہدایت تھی۔ کہ

حکومت کا نقطہ نگاہ

بھی معلوم کرے چنانچہ اس کے نتیجہ میں جو نوٹ اس نے شائع کیا۔ اس میں لکھا تھا کہ میں نے دوسری طرف سے بھی دریافت کیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ امام جماعت احمدیہ کی حفاظت کا انتظام اندر اور باہر ہر طرح کیا گیا ہے جب میں نے یہ پڑھا تو حیران ہو گیا کیونکہ حکومت کی طرف سے اس قسم کا ہرگز کوئی انتظام نہ تھا اول تو جو حالت جوش کی اندنوں ہمارے خلاف ہے اسکو دیکھتے ہوئے احراریوں کی پولیس پر بھی ہم اعتبار نہیں کر سکتے تھے لیکن یہ امر حقیقت کے بھی بالکل خلاف تھا نہ اندر نہ باہر میری حفاظت کیلئے حکومت کی طرف سے کوئی انتظام نہ تھا اور یہ بیان

سراسر خلاف واقعہ

تھا۔ جب ہم نے اس کے خلاف بعض جگہ ذکر کیا۔ تو ایک ذمہ وار پولیس افسر کی چٹھی امور عامہ کو آئی۔ آپ بتائیں۔ آپ لوگ امام جماعت احمدیہ کی حفاظت کے لئے اور مزید انتظام کیا چاہتے ہیں۔ امور عامہ نے جب سوال کیا۔ کہ پہلے ہمیں مزید کے معنے سمجھا دو۔ کہ پہلے کیا انتظام ہے۔ جس کی وجہ سے یہ مزید کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ تو اس سوال کا جواب حکومت نے آج تک نہیں دیا۔ غرض گو اس وقت حکومت کو ہمارے متعلق اس قدر بدظن کر دیا گیا ہے۔ کہ ہماری کسی بات پر توجہ مشکل ہی معلوم ہوتی ہے۔ مگر پھر بھی

ہمارا فرض

ہے۔ کہ اسے توجہ دلائیں۔ جب اللہ تعالےٰ نے ایک قوم کو حکومت دی ہے۔ تو شریعت کی حد بندیوں کے ساتھ ہمیں اس طرف متوجہ ہونا پڑے گا۔ سوائے اس کے کہ حجت تمام کر دیں۔ اور ناامید ہو کر اس سے صاف کہہ دیں۔ کہ ہم تمہارا حکم تو بے شک مانیں گے۔ مگر ہمیں آپ سے مدد کی کوئی امید نہیں۔ اور اس وجہ سے آئندہ ہم تمہارا اور اپنا وقت ضائع نہیں کریں گے۔

دوسری بات یہ ہے۔ کہ اس سازش کے متعلق میں نے بیان کیا ہے۔ کہ اس میں

احراری لیڈر

شامل ہیں۔ اگر یہ انفرادی فعل ہوتا۔ یا مقامی احمدیوں تک محدود ہوتا۔ تو بھی اسے نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ہمارے پاس اس شبہ کی قوی وجوہ موجود ہیں۔ کہ اس میں بعض بڑے لیڈر بھی شریک ہیں۔ اس حملہ سے چار یا پانچ روز قبل ہمیں ایک رپورٹ ملی۔ کہ ایک بڑے احراری لیڈر نے لاہور سے فلاں شخص کے نام قادیان میں خط لکھا ہے کہ سب کچھ چھوڑ کر تم احمدیوں کے بڑے آدمیوں پر حملہ کرو۔ یہ سب باتیں ہم اسی وقت پیش کریں گے۔ جب

ایک آزاد کمیشن

ان باتوں کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا جائیگا خط لکھنے والے کا نام۔ جس کی طرف خط لکھا گیا۔ اس کا نام۔ انفارمر کا نام اور شاید اگر ضروری ہوا۔ تو ایک انفارمر کی تحریر بھی ہم اس وقت پیش کر دینگے۔ یہ وقوعہ سے پہلے کی رپورٹ ہے۔ اور اس کے بعد حملہ ہوا۔ یہ دو باتیں نہایت اہم ہیں۔ اور انہیں ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ وقوعہ ایک سلسلہ کی کڑی ہے اس لئے اسے بالکل معاف نہیں کیا جا سکتا یہ میں آگے چل کر بحث کرونگا۔ کہ

ہم کو کیا کرنا چاہئے

اور ہم کیا کریں گے۔ لیکن یہ ظاہر ہے۔ کہ اگر ہم اسے خاموشی سے برداشت کر لیں تو اس کے نتائج نہایت خطرناک ہونگے۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ سم والا مضبوط اور موٹا ڈنڈا تھا۔ اور اس کی ضربوں کے نشانات بھی میں نے دیکھے ہیں ایک سات انچ اور ایک چار انچ لمبا تھا۔ اور سوا یا ڈیڑھ انچ کے قریب چوڑا۔ یہ

سر پر ضرب لگانے کیلئے حملہ

کیا گیا تھا۔ آج ہی مجھے رپورٹ ملی ہے۔ کہ ایک احراری نے کہا۔ کہ اس نامعقول کو جس طرح کہا گیا تھا۔ اس طرح اس نے کیا نہیں۔ اور معمولی ضربیں لگا دی ہیں۔ لیکن اب ہم مجبور ہیں۔ کہ اس کی مدد کریں اگر یہ روایت درست ہے۔ تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ نیت اور ارادہ قتل کا تھا۔ اس لئے یہ نہیں دیکھا جائیگا۔ کہ نتیجہ کیا ہوا۔ بلکہ یہ دیکھا جائیگا۔ کہ ارادہ کیا تھا اگر ایک شخص کسی پر بم پھینکے۔ اور وہ بچ جائے۔ تو اس سے حملہ کی اہمیت کم نہیں ہو جاتی۔ یہ تو

اللہ تعالےٰ کا فضل

تھا۔ کہ اس نے بچا لیا۔ اور اس شرارت کے بد نتائج سے جماعت کو محفوظ رکھا۔ ورنہ نیت تو اس حملہ سے یہ تھی۔ کہ دونوں قوموں میں خونریزی ہو۔ پھر میں اس طرف بھی جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ایسے مواقع پر یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ فساد ہو۔ تو کئی بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ بلکہ ایسے موقعوں پر ہمیشہ مارے ہی بے گناہ جاتے ہیں۔ لاہور میں ابھی فساد ہوا۔

دو سکھ مارے گئے

حالانکہ ان کا کوئی قصور نہ تھا۔ انہیں شاید پتہ بھی نہ ہو۔ کہ کوئی مسجد گرائی گئی ہے۔ یا اخباروں سے پڑھکر اگر کوئی خیال پیدا بھی ہوا ہو۔ تو انہوں نے عملاً کوئی حصہ نہ لیا ہو۔ اور جو مسجد گرانے والے ہیں۔ وہ دندناتے پھرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ کہ یہاں کے ہندوؤں سکھوں کا ایک طبقہ شریر بھی ہے۔ لیکن ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو گو کھلم کھلا ہماری تائید نہیں کرتا۔ مگر شرارت میں شریک نہیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کا ایک وفد میرے پاس آیا۔ اور اس نے اس فعل پر سخت نفرت کا اظہار کیا۔ اور کہا کہ ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اگر شہر کے مالکوں پر اس طرح حملے ہونے لگیں۔ تو ہم کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اگر فساد ہو جائے۔ تو ایسے لوگوں کو بھی خواہ مخواہ نقصان پہونچ جاتا ہے۔ سو اگر کسی ایسے آدمی کو نقصان پہونچے۔ جس کا کوئی قصور نہ ہو۔ تو یہ کس قدر گناہ ہوگا۔ اور پھر جب اس قسم کے فسادات ہوتے ہیں۔ تو اور بھی کئی طرح کے نقصانات ہوتے ہیں مکانات جلا دیئے جاتے ہیں۔ دوکانیں لوٹ لی جاتی ہیں۔ اور غور کرو۔ یہ کتنے گناہ کی بات ہے۔ کہ ہمارے ہاتھ سے کسی ایسے شخص کو نقصان پہونچے۔ جس کا کوئی قصور نہیں۔ جانے دو اس امر کو کہ شریعت کا کیا حکم ہے۔ لیکن کیا

بے گناہوں کا مارا جانا

ہی اس بات کے لئے کافی نہیں۔ کہ فساد نہ کیا جائے۔ ایسے مواقع بڑے خطرناک ہوتے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ سُنایا ہے کہ یہی ہندو جواب شرارت کر رہے ہیں۔ پہلے بھی کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ کوشش کر رہے تھے۔ کہ کسی طرح فساد ہو۔ چنانچہ مشہور کر دیا گیا۔ کہ لڑائی ہو گئی ہے۔ اور نیر صاحب مارے گئے ہیں۔ اور بعض اور احمدی زخمی ہوئے ہیں۔ اور اتفاقاً نیر صاحب مدرسہ سے فارغ ہو کر اس طرف سے گذر رہے تھے۔ اس خبر کے سنتے ہی لڑکے سوٹیں لے کر اس طرف کو اٹھ دوڑے۔ میں اس وقت حضرت ام المومنین کے دالان میں کھڑا تھا۔ دوڑنے کی آواز جو آئی۔ تو میں تجویہ کے طور پر دیکھنے کے لئے گلی کی طرف گیا۔ اور لڑکوں کو دوڑتے ہوئے دیکھا۔ ان کے آگے آگے

ہمارے مبلغ جاوا

مولوی رحمت علی صاحب تھے۔ میں نے مولوی صاحب کو آواز دی کہ ٹھیرو! مگر انہوں نے پروا نہ کی۔ پھر آواز دی۔ خیر وہ ٹھیرے تو میں نے پوچھا۔ کہ کیا بات ہے۔ اس وقت وہ تھر تھر کانپ رہے تھے۔ اور کہنے لگے۔ حضور کئی احمدی مارے گئے ہیں۔ میں نے کہا۔ تمہارا کام یہ نہیں تھا۔ کہ اس طرف اٹھ بھاگتے۔ بلکہ تمہیں چاہئے تھا۔ مجھے اطلاع دیتے۔ اس وقت قاضی عبد اللہ صاحب یا کوئی اور دوست اس طرف سے گذر رہے تھے۔ میں نے انہیں بھیجا کہ جا کر پتہ لگاؤ۔ اور ان لوگوں کو اطمینان دلاکر میں خود ذرا ٹہلنے لگا۔ اس پر پھر آہٹ ہوئی۔ اور میں نے دیکھا۔ تو یہ لوگ پھر بھاگ رہے تھے۔ میں نے آواز دی۔ مگر نہ ٹھیرے۔ اور اس وقت تک وہ اس موڑ سے سات آٹھ گز کے فاصلہ پر پہونچ چکے تھے۔ جو میاں بشیر احمد صاحب کے مکان کا ہے۔ میں نے پھر آواز دی۔ کہ ٹھیرو۔ مگر وہ نہ ٹھیرے۔ پھر کہا ٹھیرو۔ مگر انہوں نے پروا نہ کی۔ اس وقت مجھے صرف ایک ہی علاج نظر آیا۔ اور میں نے کہا۔ کہ اگر ایک قدم بھی آگے بڑھے۔ تو میں تمہیں جماعت سے خارج کر دونگا۔ اس پر وہ ٹھیر تو گئے۔ مگر غصّہ سے کانپ رہے تھے۔ اور کہتے جاتے تھے۔ حضور احمدی مارے گئے۔ میں نے کہا تم ذمہ وار نہیں ہو۔ میں ذمہ وار ہوں۔ اتنے میں وہ دوست جنہیں میں نے پتہ لینے کے لئے بھیجا تھا۔ واپس آ گئے۔ اور کہا۔ کہ نہ وہاں کوئی لڑائی ہے۔ نہ فساد اور نہ کوئی آدمی ہے۔ اور جب میں نے پتہ کیا کہ یہ لوگ دوبارہ کیوں دوڑے تھے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اسی منتفنی نے جس نے یہ خبر مشہور کی تھی۔ چپکے سے آ کر کہا تھا۔ کہ تم یہاں کھڑے رہو۔ اور کئی احمدی اتنے میں مارے جائینگے اگر یہ لوگ اس وقت بازار میں پہونچ جاتے تو بغیر سوچے سمجھے جو ہندو سامنے آتا۔ اس کا سر پھوڑتے جاتے۔ کیونکہ انسان جب جوش میں ہوتا ہے۔ تو یہ نہیں دیکھتا۔ کہ کون گناہ گار اور کون بے گناہ ہے۔ وہ کوئی کمیشن نہیں بٹھایا کرتا۔ یہاں کئی ہندو اور سکھ ہیں۔ جو ہم سے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر ظاہر نہیں کرتے پھر کئی ظاہر کر بھی دیتے ہیں اور کئی بے تعلق بھی رہتے ہیں

اور فساد میں ایسے لوگوں کو بھی نقصان پہونچ سکتا ہے۔ پس

مومن کا حملہ

اس رنگ میں ہوتا ہے۔ کہ غیر مجرم کو نقصان نہ پہونچے۔ اس لئے یہ مت خیال کرو۔ کہ خدا نے تم میں مقابلہ کی طاقت نہیں رکھی۔ رکھی ہے۔ اور ضرور رکھی ہے۔ مگر تمہارا حملہ اس رنگ میں ہونا چاہئے۔ کہ اس میں

شریعت اور قانون دونوں کا احترام

پایا جائے۔ اس کے علاوہ آپ لوگوں پر ایک اور ذمہ واری بھی ہے۔ قادیان کے متعلق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ کہ من دخلہ کان آمنا۔ جو کوئی اس میں داخل ہوگا۔ وہ امان پا جائے گا۔ پس اگر ہم یہاں دشمن کو بھی ماریں۔ تو گویا اپنے عمل سے اس الہام کی تردید کرینگے۔ یہی بات اللہ تعالےٰ نے مکہ کے متعلق فرمائی ہوئی ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہایت نازک مواقع پر اس کا خیال رکھا ہے۔ حتےٰ کہ وہ قوم جو انیس سال تک آپ پر ظلم کرتی رہی۔ غور کرو۔ یہ کتنا لمبا عرصہ ہے۔ پھر مظالم بھی کوئی معمولی نہ تھے۔ عورتوں کی شرمگاہوں میں نیزے مار مار کر انہیں ہلاک کیا گیا۔ مردوں کو ایک ٹانگ ایک اونٹ کے ساتھ اور دوسری دوسرے کے ساتھ باندھکر چیر ڈالا گیا۔ آنکھیں نکال لی گئیں۔ مکہ جیسے گرم علاقہ میں ان پتھروں پر جو اس قدر گرم ہو جاتے تھے کہ ان پر روٹیاں پکائی جاسکتی تھیں ساری ساری گرمیاں مسلمانوں کو ننگے بدن لٹایا جاتا رہا۔ حضرت بلال کے متعلق آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ آپ کا کپڑا الٹ گیا۔ تو کسی نے دیکھا۔ کہ کھال گینڈے کی طرح سخت تھی۔ اور سیاہ تھی۔ آپ سے پوچھا۔ یہ کیا بات ہے۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ جب ہم اسلام لائے۔ تو گرم پتھروں پر سارا سارا دن لٹایا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے یہ کھال چمڑے کی طرح ہوگئی ہے۔ مگر ان سب باتوں کے باوجود رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب ہزارہا سپاہیوں کے ساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ کو روانہ ہوئے۔ اور دشمن نے آپ کو اس سے روکا۔ اور مصر ہوا۔ کہ آپ کو عمرہ نہیں کرنے دیا جائے گا۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ خدا کی قسم اگر ہمیں گھٹنوں گھٹنوں تک خون میں سے بھی ہو کر گذرنا پڑیگا۔ تو جائینگے۔ مگر ایک جگہ جا کر آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ اور باوجود اٹھانے کے نہیں اٹھی۔ تو آپ نے فرمایا کہ حبسہ ربّ الفیل واقعہ اصحاب الفیل کے وقت جس خدا نے ان کو روکا تھا۔ اسی نے اس وقت میری اونٹنی کو روک دیا ہے اور آپ وہیں ٹھہر گئے۔ اور فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ مکہ کو جنگ و جدال سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے۔ اس لئے ہم اب زور سے مکہ میں داخل نہ ہونگے۔ پس جب دشمن قادیان کا امن برباد کرنا چاہتا ہے۔ تو ہم کیوں اس کے فریب میں آئیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ اگر کسی احمدی کو میرے ان خیالات سے کہ ہمیں فساد سے بچکر رہنا چاہئے۔ اختلاف بھی ہو۔ تب بھی اس کا فرض ہے۔ کہ احرار سے قادیان میں نہ لڑے۔ قادیان سے باہر جا کر ان سے لڑے۔ کہ کم سے کم وہ اس گناہ کا تو مرتکب نہ ہو۔ دشمن کی غرض یہ ہے۔ کہ وہ دارالامان کو دارالفساد ثابت کرے لیکن ہمارا فرض ہے۔ کہ اس کی ان چالوں میں نہ آئیں۔ پس

ہماری ذمہ واری

بہت بڑی ہے۔ اور غیرت کے اظہار کے لئے میں اور سامان تلاش کرونگا۔ پہلے بھی میں نے بتایا تھا۔ کہ ایسے ذرائع ہیں۔ کہ ہم قانون کے اندر رہتے ہوئے بدلہ لے سکتے ہیں لیکن چونکہ وقت زیادہ ہوگیا ہے ہیں آئندہ خطبوں میں ان کا ذکر کرونگا۔ سردست کام کو شروع رکھنے کے لئے میں ایک بات کہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اسوقت تک ہم نے قانونی طور پر حکومت پر حجت تمام نہیں کی۔ اور میں نے بار بار کارکنوں کو توجہ دلائی ہے کہ

گورنمنٹ سے قطعی فیصلہ

کر لیا جائے۔ کہ وہ ہماری شکایات سننے کے لئے تیار ہے یا نہیں۔ اگر وہ تیار ہو۔ تو پہلا مطالبہ یہ کیا جائے۔ کہ ضلع گورداسپور کے موجودہ حکام کو تبدیل کیا جائے۔ اور دوسرا یہ کہ ایک آزاد کمیشن یعنی جو انتظامی حکومت کے ماتحت نہ ہو۔ مقرر کیا جائے۔ مثلاً ہائیکورٹ کے چیف جج صاحب ہوں یا کوئی اور انگریز جج ہو جائے۔ ہم

انگریزوں کی دیانت

کے اب بھی قائل ہیں۔ سوائے ان کے جن پر الزام ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے ہمارا مطالبہ کانگریس والا نہیں۔ کہ پبلک میں سے ہی کمیشن مقرر ہو۔ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ کوئی انگریز جج مقرر کر دیا جائے۔ جو یہ تحقیقات کرے۔ کہ مقامی حکام اور پنجاب گورنمنٹ کے بعض حکام نے ایسا رویہ اختیار کیا ہے یا نہیں۔ جس کے نتیجہ میں فساد ہو رہے ہیں۔ ہم اپنے کیریکٹر کو چھپانا نہیں چاہتے۔ اس پر بھی بحث ہو۔ فریق مخالف کے کیریکٹر پر بھی اور افسروں کے رویہ پر بھی۔ ہمیں انگریز افسروں پر اعتماد ہے۔ لیکن چونکہ ضلع گورداسپور کی فضاء اس وقت بگڑی ہوئی ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں۔ کہ اس وقت جس قدر افسر یہاں پڑے ہیں۔ خواہ انگریز خواہ ہندوستانی ان کو بدلا جائے۔ تا نئی فضاء پیدا ہو۔ یہ درخواست وفد کے ذریعہ سے حکومتِ پنجاب سے کی جائے اگر وفد کو وہ منظور کرے۔ تو فبہا اور اگر اُسے منظور نہ کرے۔ تو سمجھ لیا جائے۔ کہ ہم نے پنجاب گورنمنٹ سے جس قدر کوشش کرنی تھی وہ ختم ہوگئی ہے۔

ہمارے مطالبات کو رد کرنے کی

دو ہی صورتیں

ہوسکتی ہیں۔ یا تو حکومت وفد کو ہی منظور نہ کرے گی۔ یا پھر کوئی معین جواب نہ دیگی۔ جیسا کہ آج تک ہوتا رہا ہے لیکن وفد کا فرض ہونا چاہئے۔ کہ وہ وہاں سے معین جواب لئے بغیر یا اس کے لئے تاریخ معین کرائے بغیر نہ ہلے۔ اس کے بعد حکومت ہند کے پاس جانا چاہئے۔ مگر یہ بعد کی باتیں ہیں۔ میں اس کی تفاصیل بعد میں بیان کرونگا۔ فی الحال یہی کیا جائے۔ اس پر بھی کچھ وقت لگے گا۔

ذمہ وار کارکن

فوراً یہ مطالبے حکومت کے پیش کریں۔ اوّل تو یہ کہ ان افسروں کو فوراً بدل دیا جائے اور دوسرا یہ کہ کوئی انگریز جج بطور کمیشن مقرر کیا جائے۔ جو تحقیقات کرے۔ کہ گذشتہ کارروائیوں میں احمدی ظلم کر رہے ہیں۔ یا ان پر ظلم کیا جا رہا ہے۔ اس میں سشن جج کے فیصلہ میں ہم پر عائد کردہ الزامات کی بھی تحقیقات ہو جائے گی۔ اگر

حکومت کے بعض افسروں کی غفلت

ہو۔ تو اس کی بھی تحقیقات کی جائے۔ احمدیوں کے رویہ کی بھی اور احراریوں کی بھی ہو یہ دو مطالبات ہیں۔ اگر حکومت پنجاب توجہ نہ کرے۔ تو حکومت ہند سے توجہ کی درخواست کی جائے۔ اگر حکومت انکار کر دے گی۔ تو ہمارا یہ حق نہیں۔ کہ کہیں اس نے شرارت کی ہے۔ ہاں یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ موجودہ حالات میں ہم اس پر حق واضح نہیں کر سکے۔ سوائے اس کے کہ خاص افراد کے متعلق ہمیں معلوم ہو۔ کہ انہوں نے فرض شناسی سے کام نہیں لیا۔ ہاں یہ خیال مت کرو۔ کہ حکومت ہند حکومتِ پنجاب کے معاملات میں دخل نہیں دے سکتی۔ میں گذشتہ

واقعات سے ثابت

کر سکتا ہوں۔ کہ وہ دخل دے سکتی ہے۔ اور دیتی رہی ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے۔ کہ قتل کے کتنے مقدمات کی اپیلیں پریوی کونسل میں کی جاتی ہیں۔ حالانکہ وہ کبھی دخل نہیں دیتی۔ اور آج تک کبھی نہیں دیا۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم قانون کے نگران ہیں۔ عدالتِ اپیل نہیں ہیں۔ ہم اس بات کے نگران ہیں۔ کہ قانون میں غلطی نہ ہو۔ مگر باوجود اس کے ہزاروں لوگ

بڑے بڑے اخراجات

برداشت کر کے بھی وہاں اپیلیں کرتے ہیں۔ پھر سلسلہ کے متعلق ہم بھی کیوں نہ ایسا ہی خیال کریں۔ کہ شاید حکومت ہند دخل دے دے۔ بالخصوص جبکہ ہائی کورٹ کے

فیصلہ کی اپیل

پریوی کونسل سن نہیں سکتی۔ اور حکومت ہند حکومتِ پنجاب کے معاملات میں دخل دے سکتی ہے۔

اب چونکہ تفصیلات کا وقت نہیں میں اسی پر ختم کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ صدر انجمن احمدیہ جلد سے جلد اس امر کا فیصلہ کرائے گی۔ اور حکومت سے

ہاں یا نہ میں کوئی جواب

لیکر جماعت کو اس سے آگاہ کرے گی۔

تا جب جماعت دیکھے کہ صدر انجمن کچھ نہیں کر سکتی۔ تو وہ خود کچھ کرے۔ ایگزیکٹو کا فرض ہوتا ہے کہ جماعت کو بتائے کہ وہ کس پانی میں ہے۔ اس لئے صدر انجمن کا فرض ہے کہ وہ جلد سے جلد اس کا تصفیہ کرائے اور اگر حکومت پنجاب اس طرف توجہ نہ کرے تو حکومت ہند سے اپیل کرے۔ اس کے بعد کیا کرنا ہے۔ یہ میں پھر بتاؤں گا۔ فی الحال اسی پر خطبہ ختم کرتا ہوں۔ اور جماعت کو پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ

قادیان ہمارا مقدس مقام ہے

تمہارے اندر جتنا جوش ہے۔ وہ ایمان کی علامت ہے۔ جوشوں کو میں برا نہیں کہتا۔ ان کی مذمت نہیں کرتا۔ بلکہ قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اور جتنا زیادہ جوش کسی نے دکھایا اتنا ہی ثواب وہ پائیگا لیکن اس کے باوجود اگر جانیں دے کر بھی تمہیں قادیان کو فساد سے بچانا پڑے تو بچاؤ۔ اور ثابت کردو کہ تم اسے دارالامان سمجھتے ہو۔ اور سمجھتے رہو گے۔ پھر قانون کو کبھی ہاتھ میں نہ لو۔

قانون کا احترام کرو

اور قانون کے اندر رہتے ہوئے ایسے رستے تلاش کرو۔ جن سے تمہاری تکلیف کا ازالہ ہو۔ اور یقین رکھو۔ کہ ایسے رستے تمہیں ضرور مل جائینگے باقی دعائیں کرو۔ اللہ تعالیٰ سے جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے رستے کھول دیتا ہے۔ جوشوں کو اس طرح استعمال کرو۔ کہ جوش کے وقت دعائیں کرو۔ جوش کی دعا تیر بہدف ہوتی ہے۔ اور دعا کرو۔ کہ جو قادیان کے امن کو برباد کرتا ہے۔ اگر وہ ہدایت نہیں پا سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے عبرتناک سزا دے۔ تمہاری طرف سے اللہ تعالیٰ تلوار چلائے گا۔ دیکھو ایک احمدی نے غلطی سے ایک شخص کو مار دیا۔ اور وہ بھی لڑائی میں۔ تو اس سے سلسلہ کو کتنا بدنام کیا جاتا ہے۔ لیکن کابل میں ہمارے جو احمدی مارے گئے۔ ان کا کوئی ذکر بھی نہیں کرتا۔ اس کے مقابل میں بہار کی تباہی۔ کوئٹہ کی تباہی۔ کانگڑہ کی تباہی کا کوئی نام نہیں لیتا۔ اور کوئی ان کو تمہاری طرف منسوب نہیں کرتا۔ حالانکہ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے آئے تھے۔ اور ان کی وجہ سے سینکڑوں لوگوں نے احمدیت کو قبول کیا۔ پس جو خدا کا کام ہے اسے خود نہ کرو۔ روٹی پکانے والی عورت اگر سالن پکانے لگیگی تو اسے خراب کردیگی اور سالن پکانیوالی روٹی پکانے لگے تو اسے خراب کردیگی اسی طرح تم اگر خدا کا کام کرنے لگو گے تو اسے خراب کردو گے۔ پس اپنے جوش اور غیرت کو قائم رکھتے ہوئے پروٹسٹ کرو۔ اور حکومت کو توجہ دلاتے رہو۔ مگر اس کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ قرآن کریم میں لکھا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اللہ تعالےٰ نے فرعون کی طرف بھیجا۔ تو آپ کو ہدایت کی۔ کہ قولا له قولا لینا۔ اس سے نرم نرم باتیں کرنا بے ادبی سے پیش نہ آنا۔ حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی تھے۔ پس بات بے شک مضبوطی سے کرو۔ مگر آداب کو قائم رکھو۔ اگر وہ رد کردی جائے تو خدا تعالےٰ نے اور کئی رستے رکھے ہیں انہیں اختیار کرو۔

جماعتی زندگی

ایک دن کی زندگی نہیں ہوتی۔ سینکڑوں ہزاروں سال کی ہوتی ہے۔ دنیا پر ہمیشہ کے لئے حکومت کرنے کی غرض سے ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔ پس گھبراؤ نہیں۔ آج نہیں تو کل تمہارے ظلموں کا بدلہ لیا جائے گا۔ اور خدا تعالےٰ نے تمہارے زخموں کو بغیر مرہم کے نہیں چھوڑے گا۔ اور اگر آج نہیں تو کل یہ باتیں ہو کے رہیں گی۔

انصار اللہ کی نئی انجمنیں

مندرجہ ذیل مقامات پر انصار اللہ کی نئی انجمنیں قائم ہوئی ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ سرگرمی سے تبلیغی کام شروع کردیں اور ہر ماہ باقاعدہ رپورٹ نظارت دعوت وتبلیغ میں بھیجا کریں (۱) کیمل پور (۲) ٹانڈہ (۳) آگرہ (۴) ڈیرہ بابا نانک (۵) میانی شیرا (۶) میانی ڈوگراں (۷) پائل (۸) میدنا پور (۹) مالاکنڈ (۱۰) شاہپور (۱۱) مسقط (۱۲) بنگلور۔

(ناظر دعوت وتبلیغ)

ھُوَ الشَّافِی

مسوڑوں کی خرابی :- اس کو ڈاکٹری میں پائی اوریا کہتے ہیں عوام اس کو معمولی مرض سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ ایک خطرناک امراض میں سے ہے۔ اس سے کئی اور خطرناک امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ جو زندگی کو تباہ کر دیتے ہیں۔ اس کی ابتدا تین طرح سے شروع ہوتی ہے (۱) سارے مسوڑے یا بعض متورم ہوجاتے ہیں۔ اور درد کرتے ہیں۔ تھوک زیادہ رستا رہتا ہے۔ یہ کیفیت ماہ بماہ یا دو۔ تین ماہ کے بعد دوروں سے ظاہر ہوتی ہے۔ (۲) مسوڑوں سے گاہ بگاہ خون آتا رہتا ہے۔ (۳) آہستہ آہستہ مسوڑوں کا گوشت کم ہوتا جاتا ہے۔ اور دانتوں کی جڑیں ننگی ہوتی جاتی ہیں۔ دانت ہلنے شروع ہوجاتے ہیں۔ بالآخر پیپ پڑ کر ناسور کی شکل بن جاتی ہے (معاذاللہ) اور مرض مستحکم ہوجاتا ہے۔ اور علاج مشکل ہوجاتا ہے۔

نوٹ :- اس مرض کو بعض لوگ "ماس خورہ" یا "گوشت خورہ" بھی کہتے ہیں۔ اس کے علاج میں نئی روشنی کے دلدادہ انگریزی دان یورپ و امریکہ کے بنے ہوئے ٹوتھ پوڈر اور سلوشنوں کی ٹیوب میں بیسیوں روپوں کی استعمال کرتے رہتے ہیں۔ لیکن فائدہ خاک بھی نہیں ہوتا۔ الا ماشاء اللہ۔

دانتوں کو کیڑا لگنا - دانت کا کچھ حصہ یا سارا دانت کھایا جاتا ہے۔ سیاہ رنگ کے سوراخ پڑجاتے ہیں۔ اس مرض میں بھی دانت گاہ بگاہ درد کرتا ہے بعض دفعہ مسوڑے اور منہ متورم ہوجاتے ہیں۔ کئی کئی روز کھانا نہیں کھایا جاتا۔ ان مذکورہ بالا امراض کے لئے ہم نے ایک علاج تیار کیا ہے۔ جو بفضل خدا بہت کامیاب ثابت ہورہا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

دوا مفید پائی اوریا - یہ ایک سفید رنگ پوڈر ہے ایک شیشی میں دو چھٹانک ہوتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ

روغن مفید پائی اوریا - یہ ادویہ سے بنا ہوا تیل ہے شیشی میں دو اونس ہوتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ

پوڈر دانتوں پر ملا جاتا ہے اسکے بعد تیل لگایا جاتا ہے۔ باقی ترکیب استعمال دوا کے ساتھ ہوگی۔

پرانا قبض - باقاعدہ پاخانہ کھل کر نہیں آتا۔ خشک ہوکر یا زور لگا کر آتا ہے۔ اطبا کے نزدیک تو یہ مرض "ام الامراض" یعنی بیماریوں کی ماں ہے۔ اس سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں دماغ اور آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ کمر درد بھی ہوجاتا ہے۔ مستورات کے ماہواری ایام (منتھلی کورس) میں رکاوٹ پیدا ہوکر بیسیوں امراض کا باعث ہوجاتا ہے۔

قبض کشا گولی عدد ۱ - یہ گولی پرانے قبض کا کامیاب علاج ہے۔ ایک شیشی میں ۶۰ گولیاں ہوتی ہیں قیمت ایک روپیہ

مفید النساء گولیاں - یہ مستورات کے ماہواری ایام کی خرابی کا ایک کامیاب علاج ہے۔ اس سے قبض بھی کھل جاتا ہے۔ ایک شیشی میں ۳۰ گولیاں ہوتی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ

پرانے اسہال - (کرانک ڈائریا) اس مرض میں کبھی تو غذا ہضم شدہ اور کبھی نیم ہضم شدہ بغیر درد اور پیچش کے دست آکر خارج ہوجاتی ہے۔ یہ مرض نسبتاً بچوں کو زیادہ ہوتا ہے۔ اور خاصکر جب دانت نکالتے ہیں۔ **سفوف مفید المعدہ عدد ۱** - اس مرض میں بہت مفید چیز ہے۔ ایک شیشی میں ایک چھٹانک ہوتا ہے۔ قیمت ایک روپیہ۔

پرانی پیچش (کرانک ڈی سنٹری) اس کو زحیر مزمن بھی کہتے ہیں۔ اس مرض میں درد اور پیچش سے خون اور آؤں آلودہ دست آتے ہیں۔ عام لوگ اس کو سنگرہنی کہتے ہیں۔

سفوف سنگرہنی عدد ۲ - اس مرض میں ایک کامیاب چیز ہے۔ ایک شیشی میں ایک چھٹانک ہوتا ہے قیمت ایک روپیہ۔ **بواسیر خونی** - مسے کسی کے اندر مخفی ہوتے ہیں۔ کسی کے باہر ہوتے ہیں۔ مسوں سے خون آتا ہے۔ بعض لوگوں کو خون نہیں بلکہ رطوبت سی رستی رہتی ہے۔ اس کے لئے **مفید بواسیر گولیاں** کامیاب علاج ہے۔ ایک شیشی میں سو گولیاں ہوتی ہیں قیمت ایک روپیہ۔ اگر ساتھ قبض بھی ہو۔ تو قبض کشا بواسیری گولیاں عدد ۲ بھی ساتھ ساتھ استعمال کرنی چاہئیں۔ ایک شیشی میں ۶۰ گولیاں ہوتی ہیں قیمت ایک روپیہ۔ خط کے جواب کیلئے ۱ کا ٹکٹ چاہئے۔

حکیم مولوی نظام الدین ممتاز الاطباء قادیان ضلع گورداسپور

اڑہائی سو روپیہ سرمایہ لگا کر پچاس روپیہ ماہوار منافعہ حاصل کیجئے

آہنی خراس (بیل چکی)

ہمارے آہنی خراس چھوٹے پیمانے پر آٹے کی پسائی کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ہر قسم کے غلہ جات کے علاوہ ان میں ہلدی، نمک بھی پیسا جاتا ہے۔ اس چکی سے اناج کے اصلی جوہر نشو و نما ضائع نہیں ہوتے۔ آٹا ڈیڑھ من دانہ پانچ من فی گھنٹہ تیار ہوتا ہے۔ اعلیٰ میٹیریل اور بہترین نگرانی میں تیار ہوکر اطراف ملک سے بکثرت طلب ہورہے ہیں۔ اڑھائی سو روپیہ سرمایہ لگا کر کم از کم پچاس روپے ماہوار منافعہ حاصل کیجئے۔

تفصیلی حالات اور قیمتیں معلوم کرکے آپ یقیناً خوش ہونگے۔ علاوہ ازیں فلور ملز۔ بیلنہ جات انگریزی بل، چاف کٹرز۔ بادام روغن سیویاں قیمے اور چاولوں کی مشینیں اور زراعتی آلات و دیگر مشینری منگانے کے لئے ہماری باتصویر فہرست **مفت** طلب کیجئے

شہرۂ آفاق آہنی رہٹ

آبپاشی کا بہترین اور کم خرچ طریقہ

پرانے اور دقیانوسی سامانوں کی بجائے ہمارے ترقی یافتہ رہٹ کیوں نہیں لگا لیتے۔ اعلیٰ میٹیریل اور بہترین نگرانی میں تیار کئے جاتے ہیں۔ پائیداری اور بافراط پانی دینے میں بے نظیر ثابت ہوچکے ہیں۔ ان کی اوسط پیداوار نمایاں طور پر بڑھ جائیگی۔ اور روزمرہ کی مرمت اور بگڑنے کے جھنجٹوں سے آپ ہمیشہ کے لئے بے فکر ہوجائیں گے۔ ماہران زراعت ان رہٹوں کی پُرزور سفارش کرتے ہیں ہم نے پرانی قسم کے چوبی رہٹوں کے تمام نقص اور خرابیوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔

اصلی اور اعلیٰ مال منگانیکا قدیمی پتہ :- ایم۔ اے رشید اینڈ سنز انجینئرز بٹالہ۔ پنجاب

ویدار تھ پرکاش عرف ویدک تہذیب

مصنفہ پنڈت آتمانند صاحب بانی ست دہرم

ویدک تہذیب کی ننگی تصویر۔ جس کا ایک ایک حوالہ ہزاروں روپے خرچ کرنے سے ملنا مشکل تھا۔ آریہ سماج اور ویدوں کی تردید میں ایسی لاجواب تصنیف کبھی نہیں چھپی۔ ناپسند آنے پر قیمت واپس۔ اسے پڑھکر ایک بچہ بھی بڑے سے بڑے آریہ سماجی مناظر کا ناطقہ بند کرسکتا ہے۔ قیمت ۱۲ر

پتہ :- **ست دہرم پرچارک منڈل بٹالہ ضلع گورداسپور پنجاب۔**

رشتہ کی ضرورت ہے

ایک خوش شکل نیک سیرت اعلےٰ تعلیم یافتہ شریف خاندان کی ۲۵ سالہ نوجوان احمدی بیوہ لڑکی سے رشتہ کے لئے (پہلے خاوند سے کوئی اولاد نہیں) ضرورت مند اصحاب جن کی عمر ۳۰ اور چالیس سال کے درمیان ہو۔ مندرجہ ذیل پتہ پر درخواست کریں۔ ذات پات اور علاقہ کا کوئی خیال نہیں۔ صرف شریف احمدی برسر روزگار ہو۔

ایچ۔ بی۔ معرفت حضرت مکرمی ڈاکٹر شمس الدین صاحب مدظلہ ترانا بہرام خان دھکی۔

خطبات محمود

سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے ان پر معارف خطبات کا مجموعہ جو حضور نے جون ۱۹۱۴ء سے اخیر دسمبر ۱۹۱۴ء تک بیان فرمائے۔ قیمت دس آنے فی جلد معہ محصولڈاک۔ ایک کاپی کے خریدار ایک آنہ والی دس ٹکٹیں لفافہ میں بھیجدیں۔ وی۔ پی نہ کیا جائے گا۔ نیز ہماری معرفت ہر قسم کی لکھائی چھپائی کا کام نہایت عمدہ اور بارعایت ہوتا ہے۔

محمد شفیع احمدی مالک نور اینڈ کمپنی کٹڑہ جہیمل سنگھ امرتسر

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

لاہور۔ ۱۷ جولائی۔ آج مسجد شہید گنج سے پیدا شدہ صورت حالات پر غور کرنے کے لئے گورنر پنجاب نے لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس طلب کیا۔ ۲۷ غیر سرکاری ارکان شامل ہوئے۔ ہز ایکسی لنسی گورنر نے ایک تقریر کی۔ جس میں ارکان سے اس قضیہ کے باعزت سمجھوتہ کرنے اور امن و امن قائم رکھنے کی تلقین کی۔ اور ایسی صورت حالات میں حکومت کے فرائض کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ہر حکومت کا فرض ہے۔ کہ امن اور قانون کی حفاظت کرے اور حکومت اپنے فرض سے قاصر رہے گی۔ اگر وہ یہ بات واضح نہ کردے کہ وہ قانون کی خلاف ورزی یا خلاف قانون تحریکوں کے فروغ کی اجازت نہیں دے سکتی۔

جے پور۔ ۱۷ جولائی۔ آج صبح تین بجے زلزلہ کے شدید جھٹکے محسوس ہوئے جو کافی دیر تک رہے۔ زلزلہ کے ساتھ زبردست گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی لوگ حواس باختہ ہوکر اپنے گھروں سے باہر نکل گئے۔ نقصان کی کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

احمد آباد زکا ٹھیاواڑ کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ کاٹھیاواڑ کے مختلف حصوں میں کثرت بارش کی وجہ سے جائداد کو بھاری نقصان پہنچا ہے۔ دو مقامات پر کثیر تعداد میں مکانات گر گئے۔ ریاست جام نگر کے موضع سلا بھا میں بھاری سیلاب آگیا۔ ریلوے لائن کئی مقامات سے کٹ گئی ہے۔

روم ۱۶ جولائی۔ بم پھینکنے والے تین سو ہوائی جہاز شمالی افریقہ جارہے ہیں۔ وہاں کی اطالوی نو آبادیوں میں اٹلی کے ایک صد جہاز پہلے ہی موجود ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سنیور مسولینی ابی سینیا کو کچلنے کے لئے ہوائی طاقت پر انحصار کررہا ہے۔ اور غالباً ابی سینیا کی آبادی کو خوف زدہ کرنے کے لئے سارے ملک پر بیک وقت حملہ کردے گا۔

کلکتہ ۱۷ جولائی۔ امرت بازار پتر کا کو معلوم ہوا ہے۔ کہ آئین جدید میں جو آئندہ سال کے شروع میں نافذ ہوگا۔ بنگال کیبنٹ ۸ ممبروں پر مشتمل ہوگی جن میں پانچ ممبر مسلمان ہونگے۔ ایک یوروپین ایک ہریجن کا نمایندہ۔ ایک اعلیٰ ذات کا ہندو۔ محکمہ قانون و انتظام یوروپین ممبر کے ہاتھ ہوگا۔

شملہ ۱۷ جولائی۔ بلوچستان آنے والے مسافروں کا بیان ہے۔ کہ مشہد (ایران) میں سرکاری افواج اور لوگوں میں شدید فساد ہوا ہے۔ جس کی وجہ حکومت ایران کا لوگوں کو ہیٹ پہننے کا حکم ہے قدامت پسند لوگوں میں اس حکم سے سخت بے چینی پھیل گئی ہے۔

فارموسا۔ ۱۷ جولائی۔ ٹیکو کو (فارموسا) سے ایک بحری برقیہ مظہر ہے کہ ایک شدید زلزلے کی وجہ سے جس کا اثر اضلاع جیہوتاں۔ بایرٹسو۔ اور ٹیکو کو پر پڑا ہے۔ ۱۳۵ اشخاص ہلاک اور ۱۰۸ مجروح ہوئے۔ بہت سی عمارتوں کو بھی نقصان پہنچا۔ زلزلے کا یہ جھٹکہ گذشتہ تین ماہ میں پانچواں ہے۔

نوشہرہ ۱۵ جولائی۔ آج دو بجے بعد دوپہر نوشہرہ کلاں ضلع پشاور میں آگ لگ گئی۔ جس سے تقریباً بیس مکانات جل کر راکھ ہوگئے۔ پولیس اور ملٹری نے بروقت پہنچ کر آگ پر قابو پالیا۔ نقصان کا اندازہ قریباً ایک لاکھ روپے کیا جاتا ہے۔

سری نگر ۱۷ جولائی۔ ریاست کشمیر کا ایک کمیونک مظہر ہے۔ کہ جلگام اور اننت ناگ تحصیلوں میں ہیضہ کے ۲۸ نئے کیس رونما ہوئے ہیں۔ وبا کے شروع ہونے سے لے کر اب تک ۷۱۶ مریضوں میں سے ۳۰۲ موت کا شکار ہوچکے ہیں۔ ٹیکہ کی وجہ سے وبا کا زور کم ہورہا ہے۔

نتھیا گلی۔ ۱۷ جولائی۔ ضلع پشاور میں سخت سیلاب آگیا ہے۔ ہوتی مردان میں بہت سے گھر پانی کے ساتھ بہ گئے ہیں۔ دریائے کابل کا پانی رسالپور تک پہنچ گیا ہے۔

عدن ۱۷ جولائی۔ اریٹریا میں سخت گرمی کی وجہ سے اٹلی افواج میں کمی واقع ہورہی ہے۔ ۱۵ کے قریب فوجی ہر روز موت کا شکار ہوجاتے ہیں۔ مریض فوجیوں کا ایک بڑا حصہ عدن سے گذر کر اٹلی روانہ ہوگیا ہے۔ اور انجاس اطالوی گھرانے بھی جبوتی سے روانہ ہوکر اٹلی جارہے ہیں۔

نئی دہلی۔ ۱۷ جولائی۔ آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل اور آل انڈیا مسلم کانفرنس کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس آج زیر صدارت خان صاحب حاجی رشید احمد صاحب منعقد ہوا۔ ایک ریزولیوشن جس میں کمیونل ایوارڈ کو انڈیا بل میں داخل کرنے کا مطالبہ تھا پاس کیا گیا۔ اجلاس میں اس بات کا بھی ذکر کیا گیا۔ کہ ہندوستان کی اقلیتیں زبانی وعدوں یا بیانات سے ہرگز مطمئن نہیں ہوسکتیں جب تک یہ اصول اور وعدے انڈیا بل میں داخل نہ کئے جائیں۔

رنگون ۱۶ جولائی۔ برما لیجسلیٹو کونسل کے آئندہ منعقد ہونے والے اجلاس میں پیش کرنے کے لئے ایک ممبر نے یہ ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے کہ برما کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ منسوخ کردیا جائے۔ نیز تمام نظر بندوں کو رہا کردیا جائے۔

کراچی ۵ جولائی۔ بابو راجندر پرشاد کے سنٹرل کوئٹہ ریلیف میں اس وقت تک سوا لاکھ روپیہ جمع ہوچکا ہے۔

بمبئی ۱۶ جولائی۔ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ہندوستان کے بہت سے سرمایہ داروں نے مل کر ایک کمپنی کھولی ہے جو پیٹرول مٹی کے تیل اور اس قسم کی دوسری چیزوں کا کاروبار کرے گی۔ کمپنی ہر ایک تیل کا ذخیرہ رکھنے کے لئے اتنے بڑے تالاب بنائیگی کہ جس میں تیس چالیس لاکھ گیلن تیل آسکیگے۔ یہ تیل دوسری کمپنیوں کی نسبت پر فروخت کیا جائیگا اور ہر ایک بڑے شہر میں اس کے برانچ آفس کھولے جائینگے

نئی دہلی ۱۶ جولائی۔ آج صبح دریائے جمنا کی سطح آب میں بقدر دو فٹ کے اضافہ ہوگیا۔ اور اس کے بعد پانی اور بڑھ گیا اور دریا نے طغیانی کی صورت اختیار کرلی نہانے کے تمام گھاٹ پانی میں غرق ہوگئے ہیں۔ پانی میں اضافہ دراصل پہاڑوں میں بارش کی وجہ سے ہورہا ہے۔ اور اگر اسی طرح پانی میں اضافہ ہوتا رہا۔ تو طغیانی یقینی ہے۔

بمبئی ۱۶ جولائی۔ حکومت بمبئی نے کراچی میں مولانا شوکت علی کے داخلہ کی پابندی کے وقت میں غیر معین عرصہ کے لئے توسیع کردی ہے۔

دہلی (بذریعہ ڈاک) سردار دیوان سنگھ صاحب مفتون مدیر جریدہ "ریاست" نے سکھوں کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ مسجد شہید گنج کو اپنے اخراجات سے دوبارہ تعمیر کراکر فراخدلی سے اسے مسلمانوں کے حوالے کردیں۔

شملہ۔ ۱۶ جولائی۔ ٹاٹا آئرن اینڈ سٹیل کمپنی نے کوئٹہ کی تعمیر کے لئے لوہے کی چادریں مہیا کرنے کی پیشکش کی ہے اور قیمت میں اس قدر رعایت کردی ہے کہ اس حساب سے تیرہ ہزار روپے کا فائدہ رہے گا۔

الہ آباد۔ ۱۶ جولائی۔ چند دن ہوئے یو۔پی کی حکومت نے قیدیوں کی عام معافی کے سلسلہ میں ایک اعلان کیا تھا۔ آج اس کو عملی صورت دے دی گئی۔ اور الہ آباد سنٹرل جیل۔ اور دوسرے ڈسٹرکٹ جیلوں سے دو سو قیدی جن میں چار یوروپین بھی شامل ہیں۔ رہا کر دیئے گئے۔

دہلی۔ ۱۶۔ دہلی۔ شیخ عبد اللہ بن سلیمان وزیر امور خارجہ و مالیات حکومت حجاز کا ارادہ ہے۔ کہ اس سال ہندوستان کا سفر کریں۔ آپ کشمیر میں اپنی صحت کی بحالی کے لئے کچھ عرصہ ٹھیریں گے۔ افواہ ہے۔ کہ امیر فیصل ولی عہد حجاز بھی یورپ کے موجودہ دور کو ختم کرکے ہندوستان کا دورہ کریں گے۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی